SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, November 17, 2005

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at three minutes past three in the evening with Mr. Chairman (Mr .Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

و من یعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطناً فھو لہ قرین-
و انھم لیصد و نھم عن السبیل و یحسبون انھم مھتدون- حتی اذا
جآ ناقال یلیت بینی و بینک بعد المشرقین فبئس القرین- و لن
ینفعکم الیوم اذ ظلمتم انکم فی العذاب مشترکون-

ترجمہ: جو شخص رحمان کے ذکر سے تغافل برتتا ہے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں اور وہ اس کا رفیق بن جاتا ہے - یہ شیاطین ایسے لوگوں کو راہ راست پر آنے سے روکتے ہیں ، اور وہ اپنی جگہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ٹھیک جا رہے ہیں- آخر کار جب یہ شخص ہمارے ہاں پہنچے گا تو اپنے شیطان سے کہے گا، کاش میرے اور تیرے درمیان مشرق و مغرب کا بعد ہوتا ، تو تو بدترین

ساتھی نکلا ، اس وقت ان لوگوں سے کہا جائے گا کہ جب تم ظلم کر چکے تو
آج یہ بات تمہارے لیے کچھ بھی نافع نہیں ہے کہ تم اور تمہارے شیاطین
عذاب میں مشترک ہیں۔

(سورہ الزخرف آیت۳۶تا ۳۹)

جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد۔

QUESTIONS AND ANSWERS

We take up the Questions. Question No. 162. Mr. Sanaullah Baloch. Answer taken as read.

162. ***Mr. Sanaullah Baloch:** (Notice received on 15-02-2005 at 9.05 p.m.)

Will the Minister for Ports and Shipping be pleased to state whether there is any proposal under consideratoin of the Government to hand over the control of Gawadar Port to the Government of Balochistan after its completion?

Mr. Babar Khan Ghauri: Not yet.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: ثنا اللہ صاحب نے سوال کیا تھا۔

جناب چیئرمین: سوال نمبر 162 کا جواب ہی نہیں آیا ہے۔

سینیٹر عزیز اللہ ساتکزئی: جواب آیا ہے۔ یہ لکھا ہوا ہے کہ "ابھی نہیں"۔

جناب چیئرمین: اچھا۔ Not yet لکھا ہوا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: سوال یہ تھا کہ آیا تکمیل کے بعد گوادر پورٹ کا انتظام حکومت بلوچستان کے سپرد کرنے کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور ہے یا نہیں؟ اس کا انہوں نے جواب دیا ہے کہ ابھی نہیں۔ یہ بات بلوچستان کمیٹی میں بھی زیر بحث آئی تھی اور ہم نے ان سے request کی تھی کہ ان معاملات کو دیکھنے کے لئے آپ بیرونی دنیا میں جائیں اور دیکھیں کہ وہاں پورٹ کے انتظام District Governments کے سپرد کئے جاتے ہیں۔ وہاں

پورٹ کے جتنے بھی sources of income ہیں ' expenditures یا دوسرے معاملات ہیں' اگر وفاقی حکومت directly ان میں مداخلت کرے گی تو اس سے صوبے کی صوبائی خودمختاری پر برا اثر پڑے گا اور وہاں کے لوگ محسوس کریں گے کہ مرکز کو صوبوں کے معاملات پر کیوں اعتماد نہیں ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہاں پر متعلقہ وزیر صاحب نظر نہیں آ رہے ہیں' ہمارے ایک وزیر ہر فن مولا تو ضرور ہیں اور وہی اس کا جواب دیں گے لیکن اصل بات یہ ہے کہ متعلقہ وزیر کو یہاں ہونا چاہیے تھا۔ وزیر صاحب اس کی وجوہات بتائیں؛ تکمیل کے بعد پورٹ کے سارے معاملات صوبے کے سپرد کرنے چاہئیں اور اگر وہ نہیں کر رہے ہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

سینیٹر عزیز اللہ سانگزئی: جناب والا! میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی (وفاقی وزیر برائے پارلیمانی امور): جناب چیئرمین! پہلے ایک کا جواب دے لوں۔ اس کے بعد یہ اپنا سوال پوچھ لیں۔

جناب چیئرمین: پہلے اس کا جواب سن لیں۔ پھر آپ پوچھ لیں۔

سینیٹر عزیز اللہ سانگزئی: میرا ضمنی سوال بھی شامل کر لیں۔

جناب چیئرمین: بہتر یہی ہے کہ پہلے ان کا جواب سن لیں ' ہو سکتا ہے کہ آپ کے سوال کا جواب اسی میں آ جائے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! کراچی میں دو بندر گاہیں ہیں۔

(مداخلت)

چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا! Point of Order, میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ روایت کل سے شروع ہوئی ہے کہ چھ supplementaries کے جواب میں ایک جواب دیا جائے۔ ایسا دنیا کی کسی بھی پارلیمنٹ میں نہیں ہے اور Rules of Procedure میں ہے۔ ایک ضمنی سوال کے جواب میں ایک ہی جواب دیا جانا چاہیے۔

جناب چیئرمین: Rules میں ہے کہ ہر سوال ایک ایک کر کے اور supplementary, maximum تین اور وزیر ایک ایک کا جواب دے۔ میرا خیال ہے کہ اسی روایت کو جاری رکھیں۔ نہیں' اس کے بعد' میں کہہ رہا ہوں کہ 2nd supplementary آپ کا

ہے۔ سانکزئی صاحب! اس کے بعد 2nd supplementary آپ کا ہے۔ یہ امتحان کی سپلیمنٹری نہیں ہے-----

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! کراچی میں جو پورٹ ہے وہ بھی under Federal Government ہے اور 4th Schedule پر Item No. 21 اگر ملاحظہ فرمائیں تو یہ Ports, Federal Government کے ماتحت آتی ہیں اور یہ بنیادی Constitutional چیز ہے اس لیے یہ کہنا کہ خودمختاری پر اس کی کاری ضرب پڑ رہی ہے یا پڑے گی، سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ کراچی پورٹ تھی تو اس سے کیا فرق پڑا؟ یہ Federal subject ہے 4th Schedule میں، یہ ملاحظہ فرما لیں Item No. 21 ہے اور اس کا کوئی تعلق نہیں it should be given to the province or it hinders the autonomy of the province, it does not at all یہ ہمیشہ Federal Government کے پاس ہوتا ہے۔ Constitutionally اسی کی ہے، Federation کا chapter ہے، Legislation مجلس شوریٰ کرتی ہے۔ لہذا اس میں اگر ان کو کوئی نکر لاحق ہے تو نہیں ہونی چاہیے۔

جناب چیئرمین: جی سانکزئی صاحب۔ اس کے بعد۔

سینیٹر عزیز اللہ سانکزئی: میری گزارش یہ ہے کہ انہوں نے لکھا ہے کہ ابھی نہیں، کیا کبھی نہیں؟

جناب چیئرمین: کبھی نہیں تو نہیں لکھا۔

سینیٹر عزیز اللہ سانکزئی: اگر یہ نہیں، تو پھر کب؟ یہ تو عزت مآب سوال کا کوئی جواب نہ ہوا۔ اب انہوں اس میں اتنی غلط فہمی پیدا کر دی ہے کہ سارا ہاؤس کہہ رہا ہے کہ جواب نہیں آیا۔ انہوں نے اتنا غلط لفظ استعمال کیا ہے۔ یہ لفظ اردو کا ہے، اس کا ترجمہ کیا ہے، not yet. اچھا تو ابھی نہیں کا معنی یہ ہوا کہ کبھی نہیں، اگر کبھی نہیں، تو پھر کب، اگر اب، یا جب، ذرا اس کی وضاحت کی جائے۔ یہ مہربانی فرما کر تھوڑا سا بتائیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! اس کا معنی یہ ہے کہ فی الحال چونکہ constitutional position اس کی یہ ہے، Constitution کسی وقت amend بھی ہو سکتا

ہے۔ Ports آئین یا chapter سے نکال لی جاتی ہیں، constitutional provisions تبدیل ہو جاتی ہیں جیسے یہاں بلوچستان پر ان کی proposals پر کمیٹی بنی تھی، mutually decision ہو جاتا ہے کہ اس کی صورتحال کو بدل دیا جائے۔ When anything is required, the legislation is brought, Constitutions are amended. یہ کوئی نئی بات نہیں ہے، not yet سے مراد یہاں forever نہیں ہے۔ فی الحال، ابھی اس کا وقت نہیں ہے اور وقت آ سکتا ہے، کل آ سکتا ہے، اس کے بعد آ سکتا ہے، کسی وقت بھی، قوم اگر فیصلہ کر لیتی ہے کہ اس کو constitutionally اب تبدیل کر دیں، اختیارات صوبوں کو دے دیں یا نہ دیں، یہ فیصلہ Parliament under the desire of the nation کر سکتی ہے۔ Amendments قوم کے حالات و واقعات کو مد نظر رکھ کر لائی جاتی ہیں اس لیے میں سمجھتا ہوں، اس سوال کا جواب بالکل accurate ہے۔ اس وقت ایسی صورتحال نہیں ہے۔

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ: Thank you Mr. Chairman. سب سے پہلے تو میں آپ کا مشکور ہوں کہ آج میرا خیال ہے تاریخ میں پہلی مرتبہ سینیٹ کا اجلاس وقت پر شروع کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں، کل بھی ہوا تھا، پہلے بھی ہوا ہے۔

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ: لیکن اگر اسی روایت کو آگے بھی برقرار رکھا جائے نہ صرف سینیٹ کا اجلاس شروع کرنے میں بلکہ ملک کے اندر تمام معاملات کو بروقت اور بطریقِ آئین و قانون چلانے کی کوشش کی جائے تو معاملات شاید کافی بہتر ہو جائیں۔

جناب چیئرمین: انشاء اللہ۔ سینیٹ میں پہلے ہم wait کرتے تھے، اب ہم نے کہا آ جایا کریں گے، ممبر بعد میں آ جائیں۔

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ: ,Thank you sir میں نے یہ سوال محترم بابر خان غوری صاحب سے پوچھا تھا جو Federal Minister for Ports and Shipping ہیں، اس کی بنیادی وجہ یہ تھی جناب والا! بلوچستان کے اندر ایک بہت بڑا احساسِ تشویش یا احساس محرومی پایا جاتا ہے کہ ان کے جو بھی resources ہیں، چاہے وہ Ports and Shipping کی صورت میں ہوں،

natural resources, marine resources کی صورت میں ہوں' ان پر constitutionally occupation ہے' constitutionally ان کو occupy کیا ہے' قبضہ کیا ہے Federal Government نے اور Federal Legislative List کے تحت میں یہ مانتا ہوں کہ 1973 کے Constitution کی Federal Legislative list کے تحت ports and Shipping کا subject اس وقت Federal Government کے پاس ہے لیکن ہم نے-----جناب! میں نے بلوچستان پارلیمانی کمیٹی میں چارٹ کی مدد سے یہ دکھایا کہ دنیا کے اندر ساٹھ بڑے جو پورٹس ہیں جن میں چین' امریکہ' جاپان اور مڈل ایسٹ کسی کو بھی لے لیں' وہاں پر جہاں دنیا کی 80 فیصد درآمد برآمد یا تجارت ہوتی ہے' وہ City Governments, State Governments یا Provincial Government کے پاس ہیں۔اسلام آباد وہ واحد دارالخلافہ ہے جس نے سندھ کی پورٹ' کراچی پورٹ کو اپنے قبضے میں لیا ہوا ہے اور مستقبل قریب میں وہ گوادر پورٹ کے تمام وسائل کو exploit کرنا چاہتا ہے۔ جس کی وجہ سے resentment ہے' راکٹ برسائے جارہے ہیں۔ احتجاج ہو رہا ہے' انجینئرز مارے گئے ۔ میرے محترم وزیر صاحب نے کہا کہ جب قوم کی خواہش ہوگی تو تبدیلی لائیں گے ۔ قوم آپ کے سامنے ہے I am representing Balochistan,Satakzai Sahib representing Balochistan,Ismail Buledi Sahib representing Balochistan, Bangalzai Sahib representing Balochistan یہ ابھی سب آپ کے سامنے کھڑے ہو کر آپ کو بتائیں گے کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری پورٹ گوادر پورٹ بلوچستان کے حوالے کی جائے تاکہ ہم اپنے Human Resource Develop کرسکیں اور اس سے جتنی بھی ہمیں revenue generate ہوگی اس سے ہم اپنی غربت کا خاتمہ کرسکیں' اپنی بدحالی کا خاتمہ کرسکیں' اپنی محکومی کا خاتمہ کرسکیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ نہ صرف گوادر پورٹ بلکہ کراچی پورٹ اور گوادر پورٹ کو کب صوبہ سندھ اور بلوچستان کے حوالے کیا جائے گا؟ یہ قوم کی خواہش کی عکاسی کرتا ہے اور قوم نے مزاحمتی حوالے سے' سیاسی حوالے سے' آئینی حوالے سے اس کا مطالبہ بہت پہلے سے ہی کردیا ہے۔

جناب چیئرمین: جی ڈاکٹر صاحب ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب چیئرمین! بہت خوبصورتی سے انہوں نے اپنے خیالات پہلی دفعہ پیش کیے ۔ فاضل رکن نے بڑا ہی اہم سوال کیا ہے with example quoted therein لیکن اپنی ضد اور انا میں مطالعہ نہیں فرمایا انڈیا اور بنگلہ دیش کا جو کہ part of sub-continent ہے' ان دونوں میں وہی صورتحال ہے جو پاکستان میں ہے۔ جہاں تک وہ دوسری بات فرما رہے تھے' دوچیزیں یہاں مختلف ہیں ایک دوسرے سے کہ جو گوادر پورٹ کی

Development Authority that vests with the Government of Balochistan. یہ

بلوچستان کی حکومت کے اختیار میں ہے' اس کی Development جو ہو رہی ہے تو Authority

is under control and command of Provincial Government of Balochistan

ایک بات اس میں یہ مختلف ہے۔ دوسرا وہ جو فرما رہے تھے کہ بلوچستان سے یہاں معزز اراکین سینیٹ تشریف فرما ہیں اور ان کی considered opinion کافی حد تک کمیٹی کے حوالے سے یا ویسے

Constitutional opinion or the national opinion is based on two third majority which has got the power to amend the Constitution to give another idea incorporated in or any thinking of the Nation, I may explain this to honourable member that the opinion of the nation is manifested, out of two third majority of the Parliament which are the real representatives of the entire nation, not the member from one federating unit. That is why the Senate has been created to give harmony to the thinking of federation.

تو میں عرض کروں گا کہ جب harmony آ جائے گی two third میں اور یہ idea آپ کا accept ہو جائے گا کہ as compared to other countries which he has studied then they are apparent اور جو ہمارے گردونواح میں صورتحال مختلف ہے تو بھی یہ اگر سوچ آ جاتی ہے کہ ہم نے یہ چاہیے District Government کے handover کرنی ہے جس

district میں وہ ہے یا provincial کے تو یقیناً two third majority, when will agree to amend the Constitution and this idea will be incorporated that will be acceptable to the entire nation and that will be considered as a considered opinion of the nation.

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے بہت سے ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ: جناب! مشکور ہوں آپ کا۔ چھوٹی سی explanation یہ ہے کہ two third majority نہ سندھ لا سکتا ہے اور نہ بلوچستان لاسکتا ہے۔ آپ نے پہلے لفظ استعمال کیا قوم کا۔ جناب والا! جن جغرافیوں میں جو لوگ بستے ہیں اس کو ہم قوم ہی کہتے ہیں۔ سندھی ہیں، بلوچی ہیں، وہ ان کی خواہش پر ہے اب رہ گئی بات two third majority کی۔ جب National Reconstruction Bureau بنا۔ محترم تنویر نقوی صاحب کو political engineering کی پاکستان میں ذمہ داری دی گئی، وہ اس ہال میں بھی آئے تھے اور قومی اسمبلی میں گئے تھے۔ انہوں نے اس کی کرسیاں گن کر کہا کہ اس میں صرف بارہ سیٹوں کا اضافہ کریں۔ قومی اسمبلی کی کرسیاں گن کر انہوں نے کہا کہ اس میں 70 سیٹوں کا اضافہ کرو۔ Sir, this was the political engineering کوئی بھی reality نہیں تھی ------

جناب چیئرمین: بلوچ صاحب، نہیں۔ سوال اس کا نہیں ہے۔ نہیں۔ تشریف رکھیئے۔

سوال نمبر 165، ڈاکٹر محمد اسمعیل بلیدی۔ Answer taken as read.

165 ***Dr. Muhammad Ismail Buledi:** (Notice received on 15-02-2005 at 9.12 p.m.)
Will the Minister for Ports and Shipping be pleased to state the number of persons in officer cadre appointed in the national Shipping Corporation of Pakistan during the last five years with province wise break-up?

Mr. Babar Khan Ghauri: No regular appointments in Pakistan National Shipping Corporation since 1989 have been made except contractual appointments in officers cadre.

List of 14 Officers appointed on contract basis

Sr. No.	Name of the Officer	Designation	Date of Appointment on Contract	DOMICILE
1)	Rear Admiral (Retd) Zafar Ali	General Manager (Workshop)	19-07-2001	Punjab
2)	Dr. Muhammed Khursheed Farooqi.	General Manager (MIS)	12-01-2002	Sindh (U)
3)	Mr. Shafiq Ahmed.	General Manager (Finance)	27-02-2004	N.W.F.P.
4)	Engr. Inkisar Ahmed Khan	Manager (Technical)	24-10-2003	Sindh (U)

5)	Mr. Mazhar Abid	Manager (Accounts)	31-10-2003	He was appointed on contract basis. Now he has been removed from service for not providing the domicile.
6)	Mr. Muhammad Rizwan Rauf	Manager (Accounts)	10-11-2003	Sindh (U)
7)	Mr. Muhammed Reyaz	Manager (Audit)	27-04-2004	Punjab
8)	Mr. Irfan Mahmood Shaikh	Engineer Superintendent	21-08-2002	Punjab
9)	Mr. Haris Manzoor Siddiqui	Tanker Superintendent	15-04-2004	Sindh (U)
10)	Mr. Muhammed Ahmed	Tanker Superintendent	14-10-2004	Sindh (U)
11)	Major (Retd) Riaz Ahmed Awan	Deputy Manager (Security)	29-03-2004	Punjab
12)	Mr. Muhammad Yaseen Majeed	Assistant Manager (Finance)	16-10-2003	Sindh (U)
13)	Miss Amber Fatima	Software Engineer/ Developer	15-01-2002	Sindh (U)
14)	Mr. Sharjeel Abbasi	Web Application Developer	15-01-2002	Sindh (U)

Mr. Chairman: Any supplementary? Yes Dr. Ismail Buledi.

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب میرا سوال یہ تھا کہ ports and shipping میں گزشتہ پانچ سالوں کے دوران regular or contract basis پر بھرتیاں کی گئیں، متعلقہ منسٹری نے یہ لسٹ دی ہے۔ دیکھیں ہمارا رونا یہی ہے کہ جو متعلقہ وزیر ہیں وہ نہیں ہیں، وزیروں کی ایک فوج ہوتی ہے جس میں State Minister بھی ہوتے ہیں لیکن سب کے جوابات ڈاکٹر شیر افگن صاحب کے سپرد کئے جاتے ہیں، یہ ان کے ساتھ زیادتی ہے۔ یہ خود انکار نہیں کرتے ہیں لیکن منسٹروں کی زیادتی ہے کہ وہ جس بھی field یا جس محکمے کے ہیں وہ سب ان کو دیا جاتا ہے کہ یہ جواب دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کو خود بھی نہیں لینا چاہیے، یہ کہیں کہ جی سب کا میں نے ٹھیکہ نہیں لیا ہے یا مجھے extra allowance دیں یا مجھے کوئی اضافی منسٹری دیں۔

جناب چیئرمین: یہ ان کی اپنی capacity ہے، وہ جانتے ہیں. I am sure.

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: نہیں چیئرمین صاحب! آپ سٹیٹ منسٹر کو بلائیں۔ اس وقت تو نیشنل اسمبلی بھی نہیں چل رہی۔ اگر منسٹروں کی یہ position ہے کہ ہر روز سوالوں کا جواب ہمارے ایک منسٹر صاحب دیتے ہیں تو اس کا آپ notice لیں، کیونکہ ان کو simple جواب آتا ہے اور وہ دے دیتے ہیں۔

simple جواب آتا ہے اور وہ دے دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: یہ Question Hour ہے، اس پر رکھیں۔ Any Minister can answer, when he is answering and if he is not satisfied then I will decide either it should be deferred or not. آپ relevant رہیں اس سے کافی سوال رہ جاتے ہیں۔ میں عرض کروں question hour, question hour ہے، آپ question کی بات کریں۔ آپ نے کہا ہے منسٹر نہیں ہیں he is answering within the rules. آپ ان کا جواب سن لیں if I am feeling that more reply is required then I will decide on that. آپ جواب پر supplementary کریں ورنہ تشریف رکھیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: کئی دفعہ انہوں نے خود کہا ہے مجھے پتا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: جب کہیں گے تو دیکھیں گے۔ آپ ان کا جواب تو سن لیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: اس کے باوجود بھی آپ کہتے ہیں کہ دوسرے منسٹروں کا یہ جواب دیں گے۔

جناب چیئرمین: آپ کا جواب پر اگر کوئی supplementary ہے تو اس کی بات کریں، جواب لکھا ہوا آ گیا، آپ کے آگے موجود ہے، then he will comment on it. آپ بتائیے what is your question on the supplementary.

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: میں تو supplementary question کروں گا لیکن آپ اس کو routine نہ بنائیں۔

جناب چیئرمین: آپ پھر اس بات پر آ رہے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں یہ question hour ہے، ٹھیک ہے سب دیکھ رہے ہیں he is answering, let us see, if it is not satisfactory then I will decide on it.

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: پھر تو یہ جو مختلف departments ہیں ان کا تو ایک ہی منسٹر بنایا جائے۔

جناب چیئرمین: چلیں ٹھیک ہے، آپ اپنی تجویز دے دیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: یہ جو انہوں نے لسٹ provide کی ہے اس میں جتنے انہوں نے contract basis پر بھرتی کئے ہیں ان میں بلوچستان کا ایک بھی نہیں ہے۔ اس میں گوادر بھی شامل ہے۔ لیاری، KPT اور کراچی پورٹ بنانے میں ہمارے لیاری کے بلوچوں کا بڑا role تھا اور اب ہے۔ وہاں ہمارے qualified بلوچ بھی ہیں اور وہ apply بھی کرتے ہیں۔ لیکن یہاں contract basis پر منسٹر صاحب اپنی من مانی کرتے ہیں یا ان کا جو پروگرام ہے کہ خاص خاص پوسٹوں پر اپنے لوگوں کو لایا جائے۔ یہ کب تک بلوچستان کے ساتھ زیادتی اور ناانصافی ہوتی رہے گی؟ ہم سوال کرتے ہیں کہ کسی بھی dapartment میں ہمارا کوئی بندہ بھرتی نہیں ہے۔ یہ 14 بندوں کی لسٹ ہے اس میں ایک بندہ بھی بلوچستان کا نہیں ہے جو کہ چھوٹا صوبہ ہے، اس میں گوادر بھی شامل ہے۔ وہ ہمیں کس طرح مطمئن کریں گے؟

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! پہلی بنیادی چیز جو ان کے ذہن میں ہے اور ہر روز یہی سوال اٹھتا ہے کہ اس میں کوئی بلوچستان سے ملازم نہیں کیا گیا یا نہیں ہوا۔ یہ ایک contractualسلسلہ ہے کہ پانچ سال سے 14 آدمی بھرتی ہوئے اور زیادہ تر یہ بھی اعتراض کر سکتے تھے کہ اربن سندھ سے کیوں ہوئے۔ Basically National Shipping Corporation of Pakistan عرصے سے کراچی سے متعلقہ ہے چونکہ وہاں پر یہ ساری ports ہیں، یہ ساری چیزیں ہیں تو naturally ان علاقوں ہی کے جو expert تھے یا competent لوگ تھے وہ Contract پر لئے گئے۔ contract میں کوٹہ نہیں ہوتا۔ لہذا اس کا regular appointment سے کوئی تعلق نہیں کہ اس طریقہ کار سے کوٹہ پر لیا جائے۔ جو National Shipping Corporation کو suit کرتے تھے وہ انہوں نے لے لئے۔ پانچ سال میں چودہ آدمی بھرتی ہوئے جن کی لسٹ ہم نے annexure میں باقاعدہ دی ہوئی ہے اور اس میں ہر چیز clear ہے، جن میں دو میں سے ایک کو نکال دیا گیا ہے کہ اس نے کارپوریشن کو اپنا domicile submit نہیں کیا تھا لہذا he has been removed from service.

(مداخلت)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : نہیں کوئی منع نہیں، بلوچ جس طرح مرضی ہے اس میں آئیں، وہ انشاء اللہ ضرور سے لیے جائیں گے ۔ اگر وہ National Shipping Corporation of Pakistan کے پاس آئیں اور اس post کے لئے وہ qualify کرلیں گے تو وہ بھرتی ہوں گے۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: پروفیسر غفور صاحب۔

سینیٹر پروفیسر غفور احمد : جناب چیئرمین! ان چودہ افسران میں سے سندھ رورل سے بھی کوئی آدمی نہیں ہے ۔ یہ کیوں سندھ کو تقسیم کر رہے ہیں Rural and Urban میں ۔

جناب چیئرمین: اس کے بعد ثناء صاحب ۔ جی ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! اگر Rural سے بھی کوئی اس میں fit ہوتا تو وہ یقیناً لیتے، Urban سے کوئی خصوصیت تو نہیں تھی لیکن جو لوگ آفس کے لئے ضرورت کے تحت fit تھے اس حوالے سے کہ انہوں نے کارپوریشن چلانی تھی، علاقوں میں تقسیم سے بندے نہیں لینے تھے ۔ The experts were required, the persons required who are fit to go for that and they can deliver something for the Corporation.

(مداخلت)

سینیٹر پروفیسر غفور احمد : وہی کل والا جواب ہے کہ کوئی آدمی اہل نہیں ہے ۔ میرے خیال میں یہ بڑا نامناسب جواب ہے ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میرا خیال ہے تشریف رکھیں ۔ پری گل آغا صاحبہ۔ سینیٹر صاحبہ کو سنیں۔ جی آپ بولیں۔

سینیٹر آغا پری گل : جناب چیئرمین! شکریہ۔ دراصل افسوس کی بات ہے کہ تمام سوالات کے جواب نیازی صاحب دیتے ہیں۔ خود وزیر صاحب کو موجود ہونا چاہیے جن کے سوال ہوں۔ جس دن ان کے سوال ہوں تو ہر وزیر کو یہاں موجود ہونا چاہیے۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ

فہرست دیکھیں۔ وہ اپنے صوبے کے لئے صحیح چیخ رہے ہیں۔ بات تو صحیح ہے اس فہرست میں ایک بھی بلوچستان کا بندہ نہیں ہے۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر آغا پری گل: کوئی جھوٹ نہیں ہے ۔ وزیر صاحب جو کہہ رہے ہیں کہ ان کو نہیں لیا گیا کیونکہ ان کے پاس ڈومیسائل نہیں تھا۔ آخر سارے بدبخت بلوچستان میں ایک بندے کے پاس بھی بلوچستان کا ڈومیسائل نہیں ہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے۔ جس طریقے سے جواب دے رہے ہیں، یہ افسوس کی بات ہے کیونکہ بندے کو انصاف سے اور سچائی سے بولنا چاہیے ------

(مداخلت)

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ کا سوال ہوگیا، تشریف رکھیں ۔ جواب سن لیں ۔ Please no cross talk. جواب سن لیں۔ تشریف رکھیں۔

سینیٹر آغا پری گل: جناب چیئرمین! ہم پنجاب، بلوچستان اور سندھ کی بات نہیں کرتے ہیں، پورا پاکستان ہمیں اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ پورا پاکستان ہے تو پنجاب ہے، بلوچستان ہے، وہ بات نہیں ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ آپ اس کو خود دیکھیں کہ اس میں ایک بندہ بھی نہیں ہے۔ By God اتنا دکھ ہوتا ہے ان کے ٹیڑھے میڑھے جواب دینے سے بہت تکلیف ہوتی ہے ۔ ان کو آپ سمجھائیں کہ سوالات کے جوابات تو صحیح طریقہ سے دیں۔

جناب چیئرمین: انہوں نے تو واضح طور پر بتایا ہے کہ جو procedure ہوتا ہے اس کے تحت ہی ہوتا ہے ۔ جواب سن لیں ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: جواب سن لیں ۔ اس پر سارے supplementary ہوگئے ہیں۔ سن لیں پھر go on to the next question. اس پر تین ہوگئے ہیں we go to the next question.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! محترمہ کے سوال کے جواب میں بتاتا ہوں کہ

اگر اس کوٹہ کا مسئلہ ہے، اگر اس حوالے سے سوچیں، اگر کوٹہ کے حوالے سے ہوتا تو quota violate کیا گیا تھا۔ پنجاب کے 50% بنتے تھے یہاں چودہ میں سے تین ہیں۔ لیکن بات یہ نہیں ہے۔ کوٹہ والی بات اس میں نہیں ہے۔ لہذا یہ کہنا کہ فلاں کا نہیں آیا، فلاں کا آیا ہے تو یہ فیڈریشن ہے اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، کاکڑ صاحب! ابھی 167 نہیں آیا۔ ابھی 156 چل رہا ہے آپ 167 کی بات کر رہے ہیں۔ I think ہو گیا Question No.167. Dr. Muhammad Ismail Buledi.

167. ***Dr. Muhammad Ismail Buledi:** (Notice received on 15-02-2005 at 9.12 p.m.)

Will the Minister for Ports and Shipping be pleased to state:

(a) *the number of cases filed by the employees of the National Shipping Corporation of Pakistan against the corporation during the last five years;*

(b) *the number of the said cases decided by the courts so far;*

(c) *the amount spent by the corporation on contasting the said cases; and*

(d) *the number of the employees of the Corporation reinstated on the courts orders during the said period?*

Mr. Babar Khan Ghauri: (a) 117.

(b) 106.

(c) Rs. 1,108,000.

(d) 53 Officers.

جناب چیئرمین : تین supplementary ہو گئے ہیں rules ہیں we will follow the rules شاہ صاحب آپ کو بھی پتا ہے۔

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی : Yes. ہم نے پوچھا تھا کہ ان پانچ سالوں کے دوران National Shipping Corporation کے ملازموں نے کتنے مقدمات درج کرائے ۔ انہوں نے لکھا ہے 106۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : ایک منٹ جواب تو سن لیں ۔ The number of cases filed by the employees of the National Shipping Corporation of Pakistan against the Corporation during the last five years. اس میں A کا جواب نہیں آیا ہے۔ ابھی وزیر صاحب سے پوچھتے ہیں کہ کیا جواب ہے؟

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ: جواب نہیں آیا۔ اگر متعلقہ وزیر صاحب موجود ہوتے تو وہ جواب دیتے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جواب ہے جناب ۔ (a) میں دیکھیں 117 لکھا ہوا ہے ۔

جناب چیئرمین: 117 لکھا ہوا ہے اور (b) کے 106 decide ہو چکے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: سوال کا (b) اور اس میں' میں نے نہیں پوچھا کہ تعداد کیا ہے ،میں نے پوچھا ہے رقم کتنی خرچ ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: آپ نے تعداد پوچھی ہے تو اس کا جواب 117 ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: 106 کس کا جواب ہے۔

جناب چیئرمین : یہ (b) کا جواب ہے' اس کے آگے (b) لکھا ہوا ہے جو cases decide ہو چکے ہیں ۔ 117 cases filed ہیں تو 106 of them have been decided تو 11 undecided رہ گئے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: اس میں میرا سوال یہ ہے کہ اتنی بڑی رقم جو انہوں نے عدالت میں ملازمین کے کیسوں کے حوالے سے خرچ کی ہے اور department کو نقصان دیا ہے، اس میں محکمے کو کیا فائدہ ہوا اور اس کی کیا ضرورت تھی؟

جناب چیئرمین: Employees نے cases file کیے تھے پھر department کو جواب دینا تھا، cases محکمے نے initiate نہیں کیے تھے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: اس محکمے کے خلاف اتنے cases کیوں file کیے گئے۔

جناب چیئرمین: آپ سوال پوچھیں تو وہ آپ کو وجہ بتا دیں گے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: اس کی وجہ بتائیں کہ کیا وجہ ہے، یہ تو department کو نقصان ہے۔

جناب چیئرمین: قاضی صاحب آپ کو جواب دیتے ہیں۔

سینیٹر لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) جاوید اشرف (وفاقی وزیر تعلیم): On behalf of the Minister, I will give this reply. جناب والا! National Shipping Corporation کے ساتھ یہ ہوا کہ کچھ سال پہلے the Corporation used to have 72 ships. Over a period of time the ships went on getting reduced ultimately, 5 years back we had only eleven ships but the officers and the people who had been there for 72 ships were still on charge and were getting the pay. So, the Corpor••ion was running into a terrible loss because they didn't have the ships, people were getting the pay sitting at home. So, it was decided to retire them with full pension. So, the Corporation decided to send home the surplus that they had with full pension and benefits. Some of them accepted it, 117 did not accept it and went to court. So, the Shipping fought the case that

they were surplus to our establishment and we could not afford to go on just giving simply pay, we have retired them with full benefits. A lot of them have accepted, those who did not accept, have contested. Then Court has given decision in certain cases and out of that lot 53 people were decided to be reinstated, the rest of the court decided that the retirement was justified. I have given the background with my knowledge. Other than that if there is query then the Minister concerned will reply.

سینیٹر پروفیسر غفور احمد، جناب والا! گزارش یہ ہے کہ کارپوریشن نے case contest کرنے میں گیارہ لاکھ روپے خرچ کیے ہیں اور 53 cases ہار گئے تو سوال یہ ہے کہ اتنی رقم خرچ کی ہے اور آدھے cases یعنی 106 میں سے 53 آپ ہار گئے اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی retirement justified نہیں تھی۔

Senator Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf: Sir, the number of employess who were retired were far more than 117 cases. So, the Corporation has made a lot of saving in retiring those people because more than 500 people were surplus. This included more than 200 officers.

ان میں سے 117 employees نے case file کیا اور Corporation despite this 11 lacs, has saved a lot of money by undertaking this action. Only 53 employees have reinstated by the court.

جناب چیئرمین: ثناء اللہ بلوچ۔

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ ، جناب چیئرمین آپ کا شکریہ۔ جناب والا! ایک تو وزیر موصوف صاحب نہیں ہیں، محترم جنرل صاحب نے جو جواب دیا ہے کس حد تک درست ہے یا کس حد تک اس میں کسی غلطی کی گنجائش ہے یہ معلوم نہیں کیونکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے سامنے بھی officially کوئی ریکارڈ نہیں ہے، وہ اپنی معلومات کی بنا پر یہ جواب دے رہے

ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سوال کو آپ defer کریں اور منسٹری proper reply دے اور جو انہوں نے مختصراً جواب دیے ہیں اس کی بجائے بتائیں کہ جب National Shipping Corporation کافی عرصے سے بنی ہوئی ہے اور جنرل صاحب نے کہا کہ 72 سے اب وہ گیارہ ships پر آ گئی ہے جب کہ ہمارے ہمسائے ایران کی جو شپنگ کارپوریشن ہے وہ دنیا کی دوسری یا تیسری بڑی شپنگ کمپنی بن گئی ہے۔ وہ پوری دنیا میں transportation کرتے ہیں اور یہ جو decline آیا ہے، یہ خود ایک بہت بڑا المیہ ہے تو میرے خیال میں اس کو آپ defer کردیں تاکہ جناب! properly جواب آئے کیونکہ ان کے سوال کے پیچھے------

جناب چیئرمین: میرے خیال میں سوال کا جواب تو ہے۔ اگر آپ کوئی نئی information چاہتے ہیں تو-----

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ: جناب! مختصراً ایک چیز عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جناب! یہاں پر بات سوال اور جواب کی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: Question Hour میں تو سوال و جواب ہی ہو سکتے ہیں۔ اگر آپ discussion چاہتے ہیں تو اس کے اور طریقے ہیں ان کو آپ follow کریں۔

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ: نہیں جناب! discussion نہیں۔ دیکھیں! جواب سے کچھ راہیں متعین ہوتی ہیں کہ کہیں پر کوئی flaws ہیں، خامیاں ہیں، جو محکمے چھپانا چاہتے ہیں، وہ یہاں پر کھل کر سامنے آتے ہیں اور جناب! انہی سے مشورے نکلتے ہیں، یہیں پر وزراء تجاویز accept کرتے ہیں۔ جناب! یہ ایک proper forum ہے۔

Mr. Chairman: That I agree but I think

جو تجاویز ہیں، he will pass them on.

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ: جناب! ہم مشاعرے کے لیے تو نہیں بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: اگر ہم اس طرح وزیر کی absence پر defer کرنے لگ جائیں گے جبکہ دوسرے وزیر answer کر رہے ہیں تو پھر تو یہ معاملات کبھی clear نہیں ہوں گے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب چیئرمین! اس میں ایک بنیادی نقطہ ہے، قاضی

جاوید اشرف صاحب' the then Minister نے خود deal کیا تھا اس لیے انہوں نے بتایا' he knows it full کیونکہ ان کے دور میں ہوا جب یہ وزیر تھے' یہ disposal ان کے دور میں ہوئی تو اس لیے بجائے اس کے کہ میں بتاتا concerned Minister has told to the august House in the interest کہ یہ خود وزیر تھے' انہی کے دور میں یہ disposal ہوئی' تمام cases لڑے گئے اور یہ اخراجات ہوئے that was not a big amount جیسا کہ انہوں نے بتایا کہ 72 ships سے reduce ہوکر نیچے آگئے' پھر Corporation was sustaining the huge loss, this is all true اور اس کے حوالے سے اگر گیارہ لاکھ روپے خرچ ہوگئے litigation میں تو this is not a huge money, a fractional amount which has saved a big money اور اس میں' میں سمجھتا ہوں کہ گیارہ لاکھ تو کیا جی' آج کل ایک وکیل ایک murder case میں پچاس لاکھ لیتا ہے اور اتنے بڑے cases میں اگر گیارہ لاکھ خرچ ہوگئے اور اس میں کروڑوں کا فائدہ ہوا ہے تو proportionately that was a heavier side and saving was done rather than any unwanted expenses have been borne.

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ، جناب چیئرمین! ہمارا سوال جو اس سے پہلے تھا وہ بھی Ports and Shipping سے related تھا' وہ بڑا important تھا اور اس کا سارے national interest کے ساتھ تعلق بنتا ہے۔ میری اپنی مرضی یہی تھی کیونکہ Ports and Shipping کے وزیر نے بلوچستان کمیٹی میں پیش ہو کر خود سفارش کی تھی کہ Ports and Shipping صوبوں کو دی جائے۔ اسی طرح National Shipping میں بھی کئی problems ہیں تو میرے خیال میں جناب! جب وزیر نہیں ہے تو -----

جناب چیئرمین، میرے خیال میں جواب آیا ہے' it is up to the Leader of the House and the Leader of the Opposition. Raza sahib and Wasim sahib, do you want to defer the question?

Senator Mian Raza Rabbani (Leader of the Opposition): Sir, I think it should be deferred. Sir, it has not been answered fully. I don't

want to enter into.........

Mr. Chairman: One second. I think answers are there, there is no doubt about it but if you want the Minister to answer,

because of that we can but the answers کچھ اور چیزیں ہیں آپ کی' وہ اور بات ہے are there. If you still want کہ وزیر کے ساتھ-----

Senator Wasim Sajjad (Leader of the House): Sir, I think what you earlier said was quite correct that if you come to the conclusion as Chairman Senate that means question has not been properly answered and if the Minister is not present then you have the authority.

Mr. Chairman: In this, last time we deferred some questions that the answers were not proper.

(interruption)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب والا! یہ abuse of rules ہے۔

Mr. Chairman: This shows the good relations.

Senator Mian Raza Rabbani: This shows the good relations.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب والا! اب اگر سوال کا جواب آچکا ہے' duly answer back ہوچکا with material اور ایک وزیر صاحب نے اٹھ کر اپنے دور کی ہوئی ہوئی بات کو explain کر دیا' what other thing is left یہ غلط tradition ہو جائے گی پھر تو ہر روز آپ یہ کریں گے۔

Mr. Chairman: I think, Sanaullah, we have to be very careful in what we do because the answers are there. Where we feel,

آپ اور discussion کرنا چاہتے ہیں تو other options are open to you آپ کوئی چیز ہمیں دے دیں اس بارے میں۔

Senator Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman, if I could have the floor. Sir, very briefly because we are eating into the Question Hour. I did not want to interrupt at that time because I am still going through the books. May be tomorrow, I will be able to address you on this question of the absence of the Ministers. This is a very serious question and the Question Hour, essentially in Parliament, is for accountability. With all due respect to Dr. Sahib, I am not questioning his competence but the point is that the knowledge that a Minister incharge has of its portfolio is totally different to hold a brief on his behalf. I have gone through this exercise also and I, from personal experience, can say that I could never do justice, may be I am more dummier than what he was but I admit that I could never do justice because I did not know the *nitty gritty* of what is going on. So, therefore, I think there is abundent precedence in Kaul and in our own rulings as well and in the rulings of the honourable Leader of the House, in which it has been said that the concerned Minister only in cases of emergency, when he cannot come, can someone else hold his brief despite the fact of collective responsibility. So, we will come to that later, I would, therefore, most humbly submit to you that heavens will not fall, if this one question is deferred and when the Minister is present, it is taken up.

Mr. Chairman: I will just put it in the other way.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب چیئرمین! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک اس سوال کے جواب کا تعلق ہے، جواب تو موجود ہے لیکن دوسری جو اصولی بات ہے،

وہ اصولی بات جو Leader of the Opposition فرما رہے ہیں وہ درست ہے اور وہ یہ ہے کہ جہاں تک تعلق ہے جواب دینے کا، ہمیں یاد ہے کہ parliamentary life میں وزراء صاحبان اپنے دورے منسوخ کرتے تھے، وزراء صاحبان غیر حاضر نہیں ہوتے تھے، وزراء صاحبان بیرون ملک جانے سے اپنے اسمبلی کے session میں پرہیز کرتے تھے اور جوابات دیتے تھے سوالات کا اور اگر آج سے چھ دن بعد ان کی turn ہے اور اس turn پر وہ بیرون ملک جا رہے ہیں تو وہ Speaker کو inform کرتے تھے اور ان کا roaster change کردیا جاتا تھا تاکہ اس دن یہ نہ ہو کہ جب Question Hour آئے تو وزیر صاحب غیر حاضر ہوں۔ جناب! یہ ایک روایت چل نکلی ہے۔ ہمارے وزیر پارلیمانی امور بڑے قابل ہیں اور سب صاحبان ان کے سپرد کرکے چلے جاتے ہیں۔ میں نے دیکھا، اس سے پہلے بھی جناب! یہ ہوا، میاں یاسین وٹو مرحوم کو اللہ جنت نصیب کرے، ان کے بھی سپرد کرکے چلے جاتے تھے۔ وہ سمجھتے ہیں شاید، سارے دوست یہ سمجھتے ہیں کہ پارلیمانی امور کی وزارت ذمہ دار ہے ہر چیز کی۔ ٹھیک ہے ہاؤس کو چلانے کی ذمہ دار ہے لیکن جناب! کچھ روایات ہیں کچھ ہماری traditions ہیں، کچھ ہماری فوقیت ہے جناب! Assembly کی proceedings، وہ maintain ہونی چاہیے اور اس میں جناب! جواب کی ہم توقع رکھتے ہیں کہ جو متعلقہ وزیر صاحب ہوں وہ آکر جواب دیں۔ دوسرے وزیر، بہت competent ہوں، اب قاضی اشرف صاحب کو بہت علم ہے بہت سے محکموں کا اور میں تسلیم کرتا ہوں کہ وہ بہت سے جوابات دے سکتے ہیں لیکن پھر بھی جناب! یہ ہے کہ جو دوسرے صاحبان ہیں، جو متعلقہ محکموں کے وزراء صاحبان ہیں یا Minister of State ہیں، وہ اگر جواب دیں تو ایک روایت کو ہم برقرار رکھ سکیں گے اور ہاؤس کو rules اور قاعدے کے مطابق ہم چلا سکیں گے۔ میں یہ درخواست کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: تو پھر آپ کیا چاہتے ہیں، کیا recommend کریں گے کہ defer کیا جائے۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب! میں اس لحاظ سے تو support کروں گا کہ defer کیا جائے کہ وزیر صاحب نہیں ہیں لیکن اس لحاظ سے نہیں کہ جواب اس کا آچکا ہے۔ لیکن

یہ اگر روایت ہم قائم کریں گے کہ defer ہوجائے، اس وجہ سے کہ وزیر صاحب نہیں ہیں تو اس کا impact ضرور ہو گا کہ اگلی مرتبہ وزیر صاحب خود آ کر جواب دیں گے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! میری بھی اس میں ایک suggestion ہے۔ Sir, the answer has been given completely اس کو آپ defer نہ فرمائیں کیونکہ it will create a wrong tradition, wrong precedence, یہ ایک بات ہے۔ دوسری بات جو آپ فرما رہے ہیں یا in this august House Leader of the Opposition, Leader of the House and honourable Senator Anwar Bhinder sahib, principally it should be resolved. آپ بلا لیں، ان کو بھی بلالیں Leader of the House, Leader of the Opposition, میں بھی آجاؤں گا، اور لوگوں کو بھی بلالیں اور decisions should be taken in your office. It should not be decided here with the discussion. وہاں پر آرام سے ہوجائے گا۔ یہ میری ایک suggestion ہے جی۔ اگر آپ بھی ایسا کریں گے تو میں بھی کروں گا۔

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں، ایسا کچھ نہیں ہو گا' tit for tat نہ کریں۔ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: اگر سننے کی طاقت نہ ہو اور کسی کو کوئی suggestion........

جناب چیئرمین: نیازی صاحب! تشریف رکھیں۔ میں عرض کرتا ہوں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب چیئرمین! ایک منٹ مجھے بات کرنے دیں۔

جناب چیئرمین! I am the Minister for Parliamentary Affairs اس کی جو صورتحال ہے، یہ بات اچھی ہے بھنڈر صاحب کی کہ concerned Minister must come یہ روایات تھیں، اس میں کوئی شک و شبہ والی بات نہیں کہ جب کوئی ناگزیر حالت ہوجاتی یا اس وقت یہ صورتحال پیش آتی تھی تو اس کی application یہ ہوتی تھی کہ وزیر کو جواب دینا پڑتا تھا۔ جناب! بیٹھ کر اگر کوئی طریقہ کار آپ طے کرلیں اور پھر میں اور ہمارے جو Leader of the House ہیں، دونوں وزیراعظم صاحب کے پاس جاکر کہیں کہ آپ ایسا طریقہ کار کریں کہ جب پارلیمنٹ چل رہی

ہو تو ان کو باہر tour پر مت بھیجیں۔

جناب چیئرمین: یہ تو پہلے بھی point out کیا گیا ہے کئی مرتبہ وزراء صاحبان کو اور آپ سے بھی کہا گیا ہے اور میں نے بھی لکھا ہے۔ جی جناب۔

Senator Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman, it is on the record of your files and it is also on the record of the files of the Speaker of the National Assembly where both of them have written at various times and the honourable former Chairman of the House is sitting fortunately in the shape of the Leader of the House, where they have written to Prime Minister saying that in the Question Hour, the presence of the ministers is essential and that the ministers should be present. They have gone to the extent of even pointing out if a minister has come late during Question Hour and his questions had to be deferred in that Question Hour. They have made an observation to that extent also and what are we to sit in your chamber and decide like Senator Anwar Bhinder has pointed out. There is a tradition which is going on in this Parliament and not only in this Parliament, in Parliaments throughout the world that the minister concerned comes and answers his questions. This is no disrespect to the honourable Minister for Parliamentary Affairs or we are not trying to egg into his ambit of responsibilities but it is not the duty of the Minister for Parliamentary Affairs to take on portfolios of other people until and unless it is a dire emergency. This tradition is there. You are now in the Chair, it is for you to maintain this tradition and therefore, I would most humbly submit that you kindly pass a ruling on this and defer these questions till

the Minister comes. Thank you, sir.

Mr. Chairman: Wasim sahib.

Senator Wasim Sajjad: Sir, we need to take into account, No. 1, what is good and desirable. No. 2, what is practical and No. 3, what conforms to the Rules of the House.

Now, the general principle, it is quite correct, sir, that the Ministers, who are suppose to answer questions, they are aware of the functioning of their department. They are also aware of the Cabinet decisions, they are also aware of the policies of the department and it is normally desirable that they should come and make the statements in the House but there is a practical aspect to it, we have all faced it, I have faced it as Law Minister and I am sure Mr. Raza Rabbani has faced it as the Law Minister that sometimes for unavoidable reasons the Minister is not there. Now, if he is not there, should the work of the Parliament come to a stop? Should the matter be left hanging because the Minister, for some reason, of course, I agree that the Ministers should avoid going out, but supposing, for some reason, he is not available, then what is to be done? The rules permit and this is what we have been doing all along that another minister is deputed, sometimes by the order of the Prime Minister that he should answer the questions in the House with the result that the department or office concerned briefs the Minister concerned, he comes fully prepared with the answers and he makes the answers. Therefore, sir, if a Ruling is given on this, that nobody else can come, it will paralyze the

House and it will also be against the Rules because the Rules clearly say that the Minister means any Minister and this principle is based on the rule of the collective responsibility of the Parliament. Each member of the Cabinet is supposed to be aware of what is happening in the Cabinet because these decisions are discussed, matters are discussed in the Cabinet and in any case no Minister is supposed to be an expert in his field. You may have a doctor heading the Ministry of Communications and communications expert heading the Ministry of Defence. This is the practice, principle or tradition of the parliamentary system of the government. So, therefore, sir, I would say without any ruling on this point, if in a particular case as yourself had metioned earlier, you come to the conclusion that the question has not been properly answered or that more requires to be done, that in a particular case we may decide on the fact and circumstances of that case that no, we will defer it and let the Minister come. But as a general practice or principle it should not be so because the Rules clearly provide that any Minister can answer the questions and we have been doing all along. Sir, I have been doing it and Mr. Rabbani has been doing it. And remember once Mr. Rabbani was answering questions on behalf of 6 Ministries and he did so very confidently when he was the Minister for Law, he did so very confidently and nobody raised questions about it. And I have been also answering questions on behalf of 10 Ministries when I was the Law Minister. So, this happens but as I said it is not a desirable state of affairs. Normally the Ministers should be present. There should be extra ordinary circumstances permitting them

to be absent and if you feel sir, as a Chairman that the Minister has not been present for no good reasons, I used to do that, I used to request to the Prime Minister, bring it to the notice of the Government that this is not a desirable thing and good results were followed. I would say sir, we should follow those practices and not make it a rule

کہ جی نہیں اس طرح ہونا ہے اور اس طرح نہیں ہونا۔

Because that will paralyze the functioning of the House.

Mr. Chairman: Raza sahib.

Senator Mian Raza Rabbani: I would not repeat, what he has said is an exception, it cannot become a rule because what is happening here is that it has become a rule that the Ministers are not present. And that the entire burden falls on Dr. Sher Afgan, the honourable Minister for Parliamentary Affairs, that is where I am saying that you have to make a observation that this should not be the rule. What the honourable Leader of the House has said is very correct but he is talking in case of an exception that when it becomes imperative for a Minister he is not well or state business so requires that he can not attend the sitting for certain other circumstances which prevent him then that exception comes into play but as a rule he is to be present. The exception, the way in the rules have been given to accommodate the exception and it is not the other way round that the exception should become the rule because here the exception is becoming the rule. So, therefore, an observation from you to the effect that it is essential that Minister should attend the Senate and

answer the questions except where is it not possible and that too under intimation to you.

— **Mr. Chairman**: Let me finish the thing. There is more than one aspect involved and one has to be very careful in what one says about such a situation. I think there is no disagreement with me and with the House in general that the Ministers should be present. The absence should be in extreme cases of State's work and they are also specifically of an emergent nature. We have asked the Minister for Parliamentary Affairs and the Leader of the House repeatedly. I have also written to the Prime Minister that we must ensure that one, their presence is preferable, desirable, there should be good coordination. So, whatever you decide, I think in these specific questions, in the case of question 167 we had Mr. Javaid Ashraf Qazi who was then the Minister so he is very familiar. This is just a co-incidence. So, we can not take this as an example. The answers are there as per the requirements but in principle, I think, we should maintain and revive traditions. Raza sahib, you are studying the whole issue. So, for a full ruling on this, I think let me have your views after you have gone through what you were saying. That will help to guide me. At the moment, let the answer come, I have deferred before whatever questions I found were not appropriate. In this the answer is there but there are other related issues, so we can take them up in a different ways and once you come back with the study that you are doing........

Senator Mian Raza Rabbani: We are grateful from the Opposition for the observation that the Chair has made at the on the presence of ministers. Thank you sir.

Mr. Chairman: I think that is unanimous thing and we will take it up. I think , let us go on with the Questions and Answers.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : ہمارے Leader of the Opposition جناب رضا ربانی نے کہا ہے کہ ہماری جو حکومت 1993 سے 1996 تک رہی ہے، اس دوران انہوں نے Minister of State for Law and Parliamentary کے طور پر جو جوابات دیے تھے، آج ان سے معذرت کر لی ہے۔ میں اس حوالے سے ایک شعر کہنا چاہتا ہوں۔

کی میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ

ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

اتنے عرصے کے بعد بڑی خوبصورتی سے انہوں نے اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لئے یہ دلیل دی ہے۔

Mr. Chairman: We take Question No. 50, Mr. Liaqat Ali Bangulzai. Answer taken as read.

50. ***Mr. Liaquat A. Bangulzai:** (Notice received on 23-09-05 at 1.15 p.m.)

Will the Minister for Communications be pleased to state:

(a) the name of company/organization to which the contract of luck pass tunnel was awarded; and

(b) the time by which the said tunnel will be completed?

Mr. Muhammad Shamim Siddiqui: (a) Frontier Works Organization (FWO).

(b) June 30, 2007.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر وسیم سجاد: جناب والا! شعر کا وزن صحیح نہیں ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: میرا سوال نمبر 50 ہے۔

جناب چیئرمین: پہلے شعر سن لیں۔ لیاقت علی بنگزئی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

(مداخلت)

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: جناب والا! پہلے ایک گھنٹے میں صرف ایک page مکمل ہوا ہے۔اس طرح سے ہم نے کام کیا تو Questions کے لئے پورے دس گھنٹے چاہئیں۔

جناب چیئرمین: آپ دوبارہ ارشاد فرمائیں۔ میں پہلے صحیح طور پر آپ کی بات سن نہیں سکا۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: جناب والا! میں یہ کہہ رہا تھا کہ ہم نے ایک گھنٹہ صرف ایک page پر صرف کیا ہے۔ ہمارے سوالات کے دس pages ہیں' اس طرح ہمیں دس گھنٹے سوالات کے لئے چاہئیں۔ آپ نے یہ rule رکھا ہوا ہے کہ three supplementaries for each question.

جناب چیئرمین: اس کے ساتھ اور بھی ہے اور وہ تین supplementary specific, short, brief and to the point ہوں' زیادہ discussion نہ ہو اور بات question پر ہو' اگر ہم اس پر adhere کریں گے تو ہم زیادہ cover کر سکتے ہیں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: جناب چیئرمین! مجھے ایک لطیفہ اسی سوال کے حوالے سے یاد آرہا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ خود ہی اس اصول سے deviate کر رہے ہیں اور آپ ان سے شکایت کر رہے ہیں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: شوخ اور چنچل طبیعت کے کسی شخص سے کسی نے

سوال کیا کہ آپ کی عمر کتنی ہے تو اس کے جواب میں اس نے کہا کہ بیس سال ہے۔ جب چالیس سال کے بعد اس سے دوبارہ سوال کیا گیا تو اس نے کہا کہ میری عمر بیس سال ہے۔ اس پر پوچھنے والے شخص نے کہا کہ جب میں نے آپ سے پہلے عمر پوچھی تھی تو اس وقت بھی آپ نے بیس سال بتائی تھی اور اب چالیس سال کے بعد پوچھی ہے تو آپ نے پھر کہا ہے کہ بیس سال ہے تو اس کے جواب میں اس شخص نے کہا کہ میں جھوٹ نہیں بولتا۔ جناب والا! آج سے تین سال پہلے میں نے یہ سوال اسی وزارت سے کیا تھا اور تین سال قبل کا ریکارڈ اگر آپ دیکھ لیں تو آپ کو یہی جواب ملے گا کہ لکھ پاس tunnel تین سال میں بن جائے گی اور آج پونے تین سال کے بعد میں نے یہی سوال کیا ہے اور اس کے جواب میں پھر وہی جواب دیا گیا ہے کہ تین سال میں بن جائے گی۔ اب مجھے پتا نہیں ہے کہ ہماری وزارت مواصلات کیوں اس سلسلے میں لیت و لعل سے کام لے رہی ہے۔

جناب چیرمین! میں عرض کرتا ہوں کہ پہلے تو یہ جواب ہی غلط دیا گیا ہے کیونکہ کسی بھی FWO کو آج تک یہ award نہیں کیا ہے اور اگر کیا ہے تو میں ان کو challenge کرتا ہوں اور گزارش کرتا ہوں کہ ہماری Standing Committee کے چیئرمین صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، آپ یہ سوال متعلقہ Standing Committee کو refer کر دیں، وہاں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔ میں ان کو واضح کر دوں گا کہ نہ تو انہوں نے اسے کسی کو award کیا ہے اور نہ ہی اس پر آج تک کوئی کام شروع کیا ہے۔ پہلے کی طرح کا ہی لک پاس ہے، وہی بے سروسامانی ہے۔

جناب چیئرمین: پہلے آپ ان کو سن لیں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگلزئی: پہلے یہ سوال سن لیں اور بعد میں اس کا جواب دے دیں۔ جناب چیئرمین! مسئلہ یہ ہے کہ آپ کب تک طفل تسلیوں سے بہلاتے رہیں گے۔ وہاں پر صرف ایک excavator ہے اور ایک bulldozer ہے جو کہ تین سالوں سے پڑا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: پہلے وزیر صاحب کو سن لیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ سب تشریف رکھیں - پہلے وزیر صاحب سے جواب سن لیں-

ایک supplementary پر وزیر صاحب جواب دیں گے - Let us keep on that and please hear the Minister. ہو سکتا ہے کہ آپ کا جو ضمنی سوال ہو، اس کا جواب آ ہی جائے- آپ تشریف رکھیئے - آپ ایسا نہ کریں orderly طریقے سے کارروائی چلنے دیں- پہلے وزیر صاحب کو سن لیں-

(مداخلت)

جناب چیئرمین : نہیں ، I think that tradition is that one answer after each supplementary.

ایک معزز رکن: وہ اکٹھا ہی جواب دے دیں-

جناب چیئرمین: آپ کی tradition ہے کہ ایک supplementary کے جواب میں ایک ہی جواب دیا جاتا ہے-

سینیٹر مہیم خان بلوچ: میرا بڑا اہم سوال ہے-

جناب چیئرمین: اگر سوال اہم ہے تو آپ کے پاس اور options بھی ہیں اور اسے دوسرے طریقے سے move کر سکتے ہیں- مہیم خان صاحب! آپ تشریف رکھیئے- یہ غلط بات ہے کہ سب ممبران ایک ساتھ کھڑے ہو جائیں-

Mr. Shahid Jameel Qureshi (Minister of State for Communications): Thank you Mr. Chairman. Honourable Members جو بات کر رہے ہیں واقعی اس projectپر پچھلے تین چار سال سے کام ہو رہا ہے لیکن delay کیوں ہوا ہے؟ Lack of funds کی وجہ سے- NHA کے پاس funds نہیں تھے--

(مداخلت)

Mr. Chairman: Please don't interrupt the Minister, hear him out..

سن تو لیں، بنگزئی صاحب آپ لوگ House کا decorum نہیں رکھیں گے، پھر complaint کر دیں گے- سن لیں ذرا، مہیم خان صاحب سن لیں-

(مداخلت)

Mr. Chairman: Let us have order in the House. Please let us hear the Minister.

مہیم خان صاحب! بات تو سنیں۔ وہ آپ کی بات سن رہے ہیں۔ آپ ان کو سن تو لیں۔

(مداخلت)

جناب شاہد جمیل قریشی: Honourable Members جس بات پر بحث کر رہے ہیں، جناب! کام ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ actual project start ہو گیا ہے۔ Construction start نہیں ہوئی، designing ہوتی ہے، اس میں consultancy کا کام ہوتا ہے، اس پر کام ہو رہا تھا، funds available نہیں تھے جس وجہ سے NHA, start نہیں کر سکا۔ Now, what NHA has decided بجائے GOP کے اس کو BOT پر کر لیا جائے۔ BOT پر یہ final ہو چکا ہے، CDWP نے اس کی approval دے دی ہے، next one week میں اس کا concessional agreement sign ہو جائے گا، دسمبر میں جو agreement accord ہو گا وہ FWO کو award کر دیا جائے۔ انشاء اللہ جنوری میں اس کا کام start ہو جائے گا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: دیکھیں! ہر کوئی بول رہا ہے تو کیا کریں، question hour ہی ختم ہو رہا ہے، اسی میں آپ وقت ضائع ہو رہا ہے۔ Orderly طریقے سے کریں، مہربانی کر کے تین سپلیمنٹری ہو سکتے ہیں، اب ہر کوئی بول رہا ہے پھر آپ چلائیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: یہ معاملہ پہلے بھی Standing Committee on Communications نے دیکھا ہے۔ آغا صاحب! آپ مہربانی کر کے اس matter کو دیکھ لیں۔ ہمارے colleagues کو کافی شبہات ہیں۔

سینیٹر کلثوم پروین: جناب چیئرمین! انہوں نے کہا ہے کہ 30 جون کو ٹھیکہ دے دیا گیا ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ دسمبر میں دیں گے اور پھر-----

جناب چیئرمین: نہیں کہا۔ Completion date تیس جون-------

(مداخلت)

Mr. Chairman: I think the matter is referred to the Standing Committee on Communications, all this can be reviewed there. We will go on to the next question No. 51. Dr. Muhammad Ismail Buledi.

51. *Dr. Muhammad Ismail Buledi: (Notice received on 23-09-05 at 1.15 p.m.)

Will the Minister for Education be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to establish universities in Turbat and Gawadar, if so, when?

Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf: At the moment, there is no proposal under consideration of the Federal Government for establishment of university in Turbat or Gwadar.

Mr. Chairman: Any supplementary question?

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین صاحب! میں نے جو سوال کیا تھا اس کا جناب لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) جاوید اشرف صاحب نے جواب دیا ہے کہ جی نہیں، وفاقی حکومت کے زیر غور نہیں ہے۔ جناب! ہمیں یہ توقع تھی کہ جب کوئی powerful Minister جو retired General بھی ہو، پہلے ہماری میڈم صاحبہ تھیں تو ہم نے کئی دفعہ یہ سوال کیا تھا اور میں پچھلی ٹرم میں، میں Senate Standing Committee on Education کا ممبر تھا، ہم نے کمیٹی کو بلوچستان میں بلایا تھا اور ہم نے باقاعدہ recommendations دی تھیں کہ وہاں، لورالائی اور تربت میں، جناب! تربت شاید آپ نے نہیں دیکھا ہو گا، تربت، کوئٹہ سے ڈیڑھ ہزار کلو میٹر دور ہے۔ تربت کے student غریب لوگ ہیں، پسماندہ علاقہ ہے، وہ کوئٹہ آ کر وہاں نہیں پڑھ سکتے۔ میٹرک کے بعد، BA کرنے کے بعد کئی لوگ آگے تعلیم حاصل نہیں کر سکتے تو اس حوالے سے پورے بلوچستان میں only two Universities ہیں، ایک خضدار اور ایک کوئٹہ میں

ہے اور اس کے مقابلے میں دوسرے صوبوں میں کتنی یونیورسٹیاں ہیں۔ لورالائی، گوادر یا تربت میں یونیورسٹی کی کلاسیں شروع کرنے میں وزیر صاحب کو کیا رکاوٹ ہے۔ بلوچستان کے ساتھ ان کی بڑی مہربانی ہو گی اگر وہ اس محرومی کا ازالہ کر دیں اور آج اپنی power کو استعمال کریں، اس کا اعلان کریں۔

جناب چیئرمین: اب جواب سن لیں ۔ جی جاوید قاضی صاحب۔

سینیٹر لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) جاوید اشرف: جناب! پہلے تو یہ ہے کہ Universities Higher Education Commission کے ambit میں ہوتی ہیں Federal Minister of Education کے ambit میں نہیں ہیں، پہلی بات۔

دوسری بات یہ ہے کہ یونیورسٹیز establish ہوتی ہیں صوبوں کی basis پر یا کوٹہ basis پر نہیں، population اور students کے number کے اوپر اور demand کے اوپر۔ بلوچستان میں جو areas انہوں نے identify کیے ہیں اگر آپ کے number of students sufficient ہوں جن کے لئے یونیورسٹی warrant ہو، چاہتے ہوں کہ یونیورسٹی وہاں بنے تو صوبائی حکومت اس کیس کو takeover کرسکتی ہے۔ اس صورت میں صوبائی حکومت PC-I بنائے گی۔ HEC اس کی funding arrange کرے گا اور یونیورسٹی بن جائے گی اگر وہاں پر requirement ہے، اتنے students موجود ہیں کہ یونیورسٹی justify کرتی ہو ۔ میری یہ request ہو گی کہ صوبائی حکومت کی طرف سے اس کی demand بھجوائی جائے and we will fully support it.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: وہ تو کہہ رہے ہیں کہ صوبائی حکومت نے کرنا ہے ۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: صوبائی حکومت نے کیا ہے جناب ۔ وہاں students بھی بہت ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ مجھے تفصیلات دے دیں تو میں -----

(مداخلت)

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: اگر نیا پی سی بنا تو دس سال اس میں لگ جائیں گے۔

جناب چیئرمین: صوبائی حکومت کرے اور criterion بھی meet کرے یہ دو چیزیں forward کرے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب! تمام چیزیں مکمل ہیں۔ merit پر ہے۔ Students بہت ہیں۔ تو یہ اگر نیا کیس اٹھائیں تو کتنے سال لگیں گے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: نہیں، ان کی ذمہ داری میں فرق ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر عزیز اللہ سانکزئی: جناب چیئرمین! ہمارے ساتھ پچاس سال سے یہی کھیل کھیلا جاتا ہے۔ Area requirement meet نہیں کر رہا ہے، population کم ہے۔ یوں ہے، ووں ہے۔ گیس ہماری نکلتی ہے آپ نے ہندوستان پہنچا دی۔ اس کو گولی مارو نصیر آباد کو نہیں دی ہے۔ گیس ہماری نکلتی ہے آپ نے سیالکوٹ کے بارڈر پر پہنچا دی ہے۔ ہمارا criterion meet نہیں کرتا ہے۔ اب جناب جنرل صاحب بھی یہی کرتے ہیں کہ جی criterion بنے، students ہوں، اگر students نہ ہوں تو ہمارا حق نہیں ہے؟ ہماری آبادی نہیں ہے تو پھر ہماری گیس کیوں لاتے ہیں اگر آپ ہمیں پانی نہیں دیتے ہیں؟

سینیٹر لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) جاوید اشرف: جناب! بڑی emotional قسم کی انہوں نے باتیں کی ہیں but simple fact یہ ہے کہ کوئی pending PC-I نہیں ہے، پہلی بات۔ تو اگر کوئی pending PC-I ہے تو وہ بھجوائیں۔ ہم اس کو HEC کو refer کر دیں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے یہاں بڑا categorically clear کیا ہے کہ HEC independent ہے اور اس کا کام ہے ملک میں University education کو فروغ دینا تو اگر pending PC-I ہے تو آپ direct HEC کو بھیج سکتے ہیں۔ مجھے بھیج دیں میں اس کے ساتھ take up کر لوں گا۔ صرف emotional speech دینے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ Let us solve it۔ اگر آپ کی requirement ہے، sufficient student ہیں تو PC-I initiate

کریں we will support.

جناب چیئرمین: مہیم خان بلوچ۔

سینیٹر مہیم خان بلوچ: جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے اپنے وزیر موصوف سے یہ وضاحت چاہتا ہوں کہ انہوں نے کہا، ہائرایجوکیشن اور فیڈرل ایجوکیشن میں فرق کیا ہے؟ آیا آپ فیڈرل ایجوکیشن کے منسٹر ہیں یا ہائر ایجوکیشن کی؟ اگر آپ فیڈرل کے ہیں تو ہائر کے یہاں کون نمائندگی کر رہے ہیں؟ وہ بھی وضاحت ہونی چاہیے۔

دوسری بات یہ ہے کہ میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ مکران ایک بہت بڑا belt ہے، ایک ڈویژن ہے، جس میں اس کے بڑے شہر پنجگور، تربت، پسنی، گوادر اور اورماڑہ ہیں۔ جب انہوں نے تربت یونیورسٹی کی بات کی تو آپ اس پوری آبادی کو دیکھیں اور بلوچستان یونیورسٹی میں اس کی نمائندگی کو دیکھیں کہ اس علاقے سے کتنے طلباء بلوچستان یونیورسٹی کوئٹہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ آدھے سے زیادہ طلباء اسی belt سے تعلق رکھتے ہیں اور یہاں کتنے ان کو اخراجات برداشت کرنے پڑ رہے ہیں۔ میری درخواست ہے کہ تربت یا لورالائی میں یونیورسٹی ہونی چاہیے۔ علاقہ بھی ہے اور آبادی بھی ہے۔ لہذا میں وزیر موصوف سے کہتا ہوں کہ اس میں دلائل وزنی ہیں خاص کر بلوچستان کے علاقے تربت میں یونیورسٹی بنے یا ژوب میں بنے یا کم از کم ان علاقوں میں جو کالجز ہیں ان میں ایم اے کی کلاسیں ہونی چاہییں۔ وزیر صاحب وضاحت فرمائیں۔

جناب چیئرمین: جاوید قاضی صاحب۔

سینیٹر لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) جاوید اشرف: تیسری دفعہ پھر میں دوبارہ reiterate کر رہا ہوں کہ Higher Education Commission Universities کے لئے ذمہ دار ہے۔ اسمبلی میں اس کے سوالوں کا جواب میں دوں گا۔ Higher Education Commission کا منسٹر نہیں ہے، وہ ایک independent commission ہے جس کے کہ چیئرمین صاحب ہیں۔ تمام سوالوں کے جواب مجھے آتے ہیں اور میں یہاں پیش کرتا ہوں۔ جہاں تک وہاں پر یونیورسٹی بنانے کا تعلق ہے تو وہ بچے جو کہ کوئٹہ کی نسبت زیادہ نزدیک ہیں وہ خضدار جا سکتے ہیں لیکن میں پھر یہ کہتا ہوں کہ اگر وہاں sufficient number of students

ہیں جن کو .M.A یا Ph.D چاہیے تو بلوچستان گورنمنٹ خود بھی یونیورسٹی بنا سکتی ہے، ضروری نہیں ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ بنائے۔ لیکن اگر وہ فیڈرل گورنمنٹ کی funding چاہتے ہیں تو PC-1 بنا کر بھیجیں، ہم ان کی help کریں گے۔ Cadet Colleges ہم کسی اور صوبے میں نہیں بنا کر دے رہے صرف بلوچستان میں بنا کر دے رہے ہیں، اس لئے کہ وہاں سے direct ہمیں request ہوتی ہے اور ہم PC-1 process کرتے ہیں، funding arrange کرتے ہیں اور وہاں پر Cadet College بن جاتا ہے۔

جناب چیئرمین: ثنا اللہ بلوچ۔

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ: شکریہ جناب چیئرمین۔ کل بھی ہم یہی بات کر رہے تھے کہ ہمارے وزراء صاحبان کے جو جوابات ہیں وہ constitution سے contradict کرتے ہیں، constitution کے مطابق نہیں ہیں۔ ویسے ہمیں تو تخریب کار کہا جاتا ہے کہ ہم constitution کو violate کرتے ہیں لیکن آپ constitution کا Article 38, sub Article(d) دیکھیں جس میں کہیں نہیں دیا گیا ہے کہ بلوچستان میں student number کم ہوں۔

> "The State shall provide basic necessities of life, such as food, clothing, housing, education and medical relief, for all such citizens, irrespective of sex, caste, creed or race."

جناب والا! ہم کئی دفعہ یہ کہہ چکے ہیں کہ خدا کی قسم! بلوچستان کے لوگوں کو یہ پتا نہیں تھا کہ وہ جب پاکستان میں شامل کئے جائیں گے، بخوشی یا بزور طاقت تو یہاں کا state structure اتنا complicated ہو گا کہ ان کو کپڑے، education, food نہیں ملے گا، ان کی اپنی Gas لوٹی جائے گی، ان کی اپنی دولت بھی لوٹی جائے گی۔ جناب والا! یہ شکر کریں کہ اکیسویں صدی میں ایسے بولنے والے لوگ آ گئے کہ انہوں نے فیڈرل گورنمنٹ کو آئینہ دکھا دیا کہ بلوچستان کے ساتھ زیادتیوں کا تسلسل ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ sufficient students نہیں، sufficient number of people نہیں ہیں، کل انہوں نے کہا کہ بلوچستان میں اہل لوگ نہیں

ہیں، اس کی بجائے آپ سیدھا سیدھا کہہ دیں کہ ہم سے غلطیاں ہوئی ہیں، ہم نے پچاس پچپن سال neglect کیا ہے۔ اسلام آباد میں 18 یونیورسٹیاں ہیں'اسلام آباد، جس کی آبادی 7 لاکھ ہے، وہاں پر 18 یونیورسٹیاں ہیں، بلوچستان جس کا رقبہ 347000 square kilometer ہے اور اس کی آبادی 70 لاکھ کے برابر ہے تو وہاں صرف ایک یونیورسٹی ہے، باقی دو یونیورسٹیاں برائے نام بنائی گئی ہیں جو کہ ڈکشنری کے مطابق یونیورسٹی کے معانی اورمفہوم پر پوری نہیں اترتیں جو سب کی سب کوئٹہ میں ہیں۔

جناب چیئرمین: کیا وجہ ہے کہ وہ پوری نہیں اترتیں؟

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ: جناب! میں آپ کو بتاتا ہوں کہ گزشتہ تین چار سالوں سے جب سے جنرل صاحب کی regime آئی ہے Higher Education Commission کو علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ ایک Women University بنی ہے جس میں students کی کُل تعداد 60 کے قریب ہے، ہم نے اس وقت بھی demand کی تھی کہ ہمیں mix university چاہیے، آپ مکران میں بناتے، آپ ژوب میں بناتے، نصیرآباد میں بناتے، اس کے علاوہ ہم نے کہا تھا کہ ہمیں Marine University, Sciences, Engineering, کی یونیورسٹیاں، سکول چاہییں۔ انہوں نے ایک I.T University بنوائی، اس کے لئے بھی وائس چانسلر پنجاب سے depute کیا گیا اور اس کی ساری employment وہاں سے ہو رہی ہے۔ وہاں صوبائی اسمبلی میں روزانہ یہ debate ہوتی ہے کہ ہم نے ایک وائس چانسلر مانگا تھا، کلرک تو نہیں مانگے تھے، کوئٹہ میں بھی سارے کلرک دوسرے صوبے سے لائے جا رہے ہیں۔ میرا کہنے کا مقصد یہ تھا کہ Controlling Authority اسلام آباد کے پاس ہے۔

جناب چیئرمین: تھوڑا سا میں عرض کروں کہ ہر چیز link resources کے ساتھ objective ہے اور انشاء اللہ یہ suitable ہو گا۔

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ: جناب! میں نے تو constitution کے ساتھ link کیا ہے۔

جناب چیئرمین: وہی ناں resources پر ہے، اس میں resources and criterion ہے۔

سینیٹر لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) جاوید اشرف، جناب! میں جواب دے دیتا ہوں۔ Honourable Senator constitution کے بڑے expert ہیں اور یہ constitution کو اپنے purpose کے لئے ہر وقت rightly or wrongly استعمال کرتے ہیں۔ اسٹیٹ کی responsibility ہے education provide کرنا، student provide کرنا اسٹیٹ کی responsibility نہیں ہے۔ اگر students ہوں گے تو education provide کی جائے گی۔ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ State will provide a University اسلام آباد کا quote کیا گیا ہے، اسلام آباد میں state universities نہیں ہیں، state کی تو صرف یہاں پر تین universities ہیں، باقی private universities ہیں۔ بلوچستان کے لوگوں کو کون روکتا ہے، وہ اپنی private universities قائم کریں، وہاں پر بھی بڑے بڑے امیر لوگ موجود ہیں جو establish کر سکتے ہیں۔ میں suggest کروں گا کہ یہ ان کو بھی motivate کریں اور state بھی provide کرے گی جہاں ضرورت ہو گی، ضرورت identify تو کریں اس طرح خالی amotional speeches سے کام نہیں بنے گا۔ آپ identify کریں کہ یہاں ہمارے اتنے students ہیں جو کوئٹہ جاتے ہیں اس لئے یہاں پر یونیورسٹی justified ہے، ہمیں ان ان subjects کی classes چاہییں۔ اس کے بعد صوبائی حکومت PC-I بنائے اگر اپنے resources سے بنا سکتی ہے تو بنائے، نہیں بنا سکتی ہے تو Federal Government کو refer کرے we will help out and make it. اس کا بڑا simple solution میں نے دے دیا ہے۔

Mr. Chairman: I think, this is end of the question hour. The remaining questions and their printed answers placed on the table shall be taken as read.

52. *Dr. Muhammad Ismail Buledi: (Notice received on 23-09-05 at 1.15 p.m.)

Will the Minister for Education be pleased to state:

(a) the number of students whose shift from evening to morning has been changed since 1-1-2002 by the Federal Directorate of Education, if so, the reasons thereof; and

(b) whether it is a fact that some orders issued from Federal Directorate of Education, Islamabad during the year 2003, regarding change of shift on medical grounds from evening to morning have not been implemented by the IMCB college administration, I-10/1, Islamabad, if so, the reasons thereof and the time by which the same will be implemented?

Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf: (a) The number of students whose shift from evening to morning has been changed since 01-01-2002 is as under:—

2002	2003	2004	Total
04	11	52	67

The reasons for change of shift are given below:—

(i) Where the elder brothers/sisters were studying in senior classes in the Morning Shift and the Younger siblings were admitted in the Evening shift.

(ii) Where parent (both mother and father) were government servants.

(iii) Where the students suffered from acute health problems.

(b) No, there is no pending case of the Year 2003 regarding change of shift on medical grounds from evening to morning at IMCB, I-10/1, Islamabad.

53. *Dr. Muhammad Ismail Buledi: (Notice received on 23-09-05 at 1.15 p.m.)

Will the Minister for Education be pleased to state:

(a) the number of students studying in Islamabad Model College for Boy, I-10/1, Islamabad with section-wise breakup; and

(b) the criteria Laid down by the Federal Directorate of Education to enrol maximum number of students in a class/section?

Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf: (a) 1408 students are studying in Islamabad Model college for boys, I-10/1, Islamabad. The section wise break-up is given at annexure-A.

(b) There is no hard and fast criteira to fix the maximum number of students to a given class. This is variable according to the teacher to students ratio, the space in the classroom and the admission pressure notwithstanding the fore stated, a guideline has been prescribed which is as follows:

Class-I	35 students per section.
Class-II to V	40 students per section.
Class-VI to X	45 students per section.

ANNEXURE-A

THE SECTION-WISE BREAKUP OF STUDENTS IN IMCB, I-10/1, ISLAMABAD

Morning		Evening	
Class	**No. of Student**	**Class**	**No. of Student**
I-A	38	I-C	31
I-B	37	I-D	31
II-A	41	II-C	40
II-B	40	II-D	42
III-A	44	III-C	38
III-B	45	III-D	38
IV-A	38	IV-C	31
IV-B	37	IV-D	31
V-A	43	VI-C	41
V-B	41	VI-D	41
VI-A	49	VII-C	36
VII-A	43	VII-D	35
VII-B	33	VIII-C	32
VIII-A	47	VIII-D	33
IX-A	36	IX-C	33
IX-B	37	X-C	30
X-A	46	-	-
X-B	39	-	-
XI-A	34	-	-
XI-B	39	-	-
XII	38	-	-
TOTAL	**845**	**TOTAL**	**563**
GRAND TOTAL			**1408**

55. *Syed Murad Ali Shah: (Notice received on 23-09-05 at 1.20 p.m.)

Will the Minister for Education be pleased to state whether it is a fact that the Government has decided to conduct a composite examination for Matric level instead of separate examinations for 9th and 10th class, if so, its reasons?

Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf: Yes. It has been decided that SSCC (Matric) Examination in 2007 and onwards shall be conducted as a composite examination for classes IX-X. There will be no Board examination for class IX in 2006. Reasons thereof are as under:—

(i) Workload of BISEs had increased 100% in view of two annual examinations for classes IX and X.

(ii) Enhanced involvement of teachers deputed for supervision of examination and papers marking etc. They were thus unable to give proper time for coaching/teaching the students.

(iii) Composite exam. of SSC is cost effective particularly for the parents as they have to pay fee only once.

(iv) Due to lack of examination halls in most of the schools, class rooms of the schools had to be used as examination centers/Halls causing loss to the studies.

(v) Prior to part-wise of SSC, Composite Examination system was in vogue for the last 42 years and every body was satisfied with that system.

(vi) Due to part-wise exam. system, students remained untouched with half of their previous study material after taking exam. for class IX. That resulted in loss of the knowledge with the students by the time they reached the college/intermediate.

56. ***Mrs. Kalsoom Perveen:** (Notice received on 24-09-05 at 9.00 p.m.)

Will the Minister for Communications be pleased to state the number, names, designation, educational qualifications and experience of the persons appointed in the National Highways Authority since 2003 indicating also the educational qualification and experience prescribed for each post?

Mr. Muhammad Shamim Siddiqui: A total of 146 individual have been appointed in NHA on regular basis against various posts since 2003 as per the

following break-up:

Pay Scale		Number
BS-18	:	5
BS-17	:	43
BS-16	:	4
BS-7 to 15	:	38
BS-1 to 5	:	55
		145

The names, designation, educational qualifcation and experience of the above-mentioned 145 individuals are at **Annex-I.**

The details of educational qualification and experience prescribed for the posts against which these 146 individuals have been appointed are at **Annex-II.**

National Highway Authority
Personnel Bureau

List of employees inducted since 2003 NHA (Regular) is as under:-

S#	Name	Designation	BS	Educational Qualification	Total Experience (in yrs)
1	Nadeem Hussain Malik	DD (Engineer)	18	B.Sc (Civil Engineering), MSc (Structural Engr)	11.7
2	Syed Zaigham Ali Akbar Naqvi	DD (Engineer)	18	B.Sc Civil Engg.	10.2
3	Sohail Ahmad	DD (Engineer)	18	B.Sc (Civil Engineering)	12.6
4	Abdul Ghaffar	DD (LM & IS)	18	B.A, L.L.B	12.1
5	Basharat Hussain	DD (Engineer)	18	B.E Civil	15
6	Muhammad Kashif Nawaz	AD (Engineer)	17	B.Sc Civil Engg.	4.6
7	Tanveer Afzal Asad	AD (Engineer)	17	B.Sc Civil Engg. (Hons)	7
8	Faisal Mustafa	AD (Engineer)	17	B.Sc Civil Engg.	3
9	Tariq Latif Khawaja	AD (Engineer)	17	B.Sc Civil Engg.	7.8
10	Muhammad Jehanzeb Khan	AD (Engineer)	17	B.Sc (Civil Engineering)	5.9
11	Amir Sayyed	AD (Engineer)	17	B.Sc Civil Engineering	8.2
12	Fayyaz Ahmad	AD (Engineer)	17	B.Sc Civil Engineering	3.8
13	Ehtesham ul Haq	AD (Engineer)	17	B.Sc Civil Engineering	7.2
14	Muhammad Sulait Ahmad	AD (Engineer)	17	B.Sc Civil Engineering	12.4
15	Talib Hussain	AD (Engineer)	17	B.Sc Civil Engineering	5.3
16	Mazharullah	AD (Engineer)	17	B.Sc Civil Engineering	3.2
17	Amjad Kabir	AD (Engineer)	17	B.Sc Civil Engineering	4.9
18	Waheed Baloch	AD (Engineer)	17	B.Sc (Civil Engineering), MSc (Civil Engr)	5.7
19	Sarmad Saud Aulakh	AD (Engineer)	17	B.Sc Civil Engineer	3.3
20	Rafaqat Ali	AD (Engineer)	17	B.Sc (Civil Engineering), MSc (Civil Engr)	3.9
21	Amjad Ali	AD (Engineer)	17	B.Sc (Civil Engineering)	7.9

National Highway Authority
Personnel Bureau

Annex-I

List of employees inducted since 2003 NHA (Regular) is as under:-

S#	Name	Designation	BS	Educational Qualification	Total Experience (in yrs)
22	Sajjad Ali Shah	AD (Engineer)	17	B.Sc Civil Engineering	4.2
23	Khawar Waqar	AD (Engineer)	17	B.Sc Civil Engineering	4.9
24	Mahmood Zaman	AD (Engineer)	17	B.Sc (Civil Engineering)	7.3
25	Nadeem Abbas	AD (Engineer)	17	B.Sc (Civil Engineering)	10.3
26	Javed Hussain Langah	AD (Engineer)	17	B.Sc Civil Engineering	6.2
27	Abdul Waheed	AD (Finance)	17	ICMA, B.Com	5
28	Rana Muhammad Tariq	AD (LM & IS)	17	L.L.B, B.A	4.11
29	Aamera Riaz	AD (LM & IS)	17	BA, LLB, MA (Political Sci)	4.3
30	Riaz Ahmad Abid Sindhu	AD (Legal)	17	B.A, L.L.B	5.4
31	Muhammad Waseem	AD (Legal)	17	L.L.B	3.9
32	Qazi Muhammad Ali	AD (Legal)	17	B.A, L.L.B	9.6
33	Muhammad Ovais Khan	AD (Engineer)	17	B.Sc. Civil Engineering	4.6
34	Ghulam Hussain	AD (Legal)	17	L.L.B	4.1
35	Shahbaz Hussain	AD (Admn)	17	MPA, BA (Hons)	4.3
36	Muhammad Luqman	AD (Engineer)	17	BSc. Civil Engg	3.6
37	Muhammad Imran Khan	AD (Engineer)	17	BSc. Civil Engr	5.2
38	Samiullah Chattha	AD (Engineer)	17	BSc (Civil Engineering), MSc (Hydro Power)	9.4
39	Asad Rahat	AD (Engineer)	17	BSc (Civil Engineering)	8.1
40	Muhammad Asif Qasim	AD (Engineer)	17	BSc (Civil Engineering)	5.5
41	Imtiaz Ahmad	AD (Admn)	17	MBA (Mkt), MA (Eco)	16.5
42	Kishwar Ali	AD (Finance)	17	B.Com, ICMA	5
43	Bashir Ahmed	AD (Legal)	17	M.A, L.L.B	13.1
44	Taimoor Hassan	AD (Finance)	17	B.Com	4
45	Muhammad Hussain Shah	AD (Engineer)	17	BE(Civil)	5.4
46	Muhammad Ikram	AD (LM & IS)	17	B.A, LLB	4.1
47	Hafiz Khurram Rashid Khan	AD (Finance)	17	B.Com	3.4
48	Syed Khurram Saeed	AD (Engineer)	17	B.Sc (Civil Engineering)	4.3
49	Muhammad Yaqoob Mushtaq	Inspector	16	D.A.E Civil Engineering, BA	11.4
50	Muhammad Siddique	Sr. Lab Technician	16	B.Sc	15.2
51	Muhammad Rizwan	LAO	16	B.A, L.L.B	Resigned
52	Muhammad Yar	LAO	16	BSc, LLB	3
53	Kashif Razzaq	Computer Operator	14	BSc (CS)	5
54	Asif Mahmood	Computer Operator	14	MCS, BSc (CS)	3.3
55	Intisar Ali Khan	Computer Operator	14	MCS-PGD, BSc (CS)	3.6
56	Arshad Hussain	Stenotypist	12	B.A / D.Com	7.9
57	Mukhtiar Ali Mangnejo	Stenotypist	12	Intermediate	1.6
58	Khalil Usman	Stenotypist	12	Intermediate	1.6
59	Zeeshan Ahmad	Stenotypist	12	F.A	0.5
60	Shakeel Ahmad	Stenotypist	12	F.A	2
61	Kashif Khan	Stenotypist	12	Graduation	1.6
62	Tariq Shah	Stenotypist	12	M.A	6.4
63	Javed Hussain	Stenotypist	12	B.A	1.3
64	Raja Abdul Qudus	Stenotypist	12	F.A, Diploma (CS)	4.4
65	Shoaib Ahmed	Stenotypist	12	I.Com	1.4

<u>National Highway Authority</u>
<u>Personnel Bureau</u>

<u>List of employees inducted since 2003 NHA (Regular) is as under:-</u>

S#	Name	Designation	BS	Educational Qualification	Total Experience (in yrs)
66	Muhammad Farooq	Stenotypist	12	F.A	1.3
67	Adnan Majeed	Stenotypist	12	B.Com	Resigned
68	Shafaqat Hussain	Stenotypist	12	Intermediate (Arts)	0.9
69	Muhammad Asif	Lab Technician	11	D.A.E Civil Engineering	5.5
70	Waheed Shehzad	Lab Technician	11	D.A.E (Civil Engineering)	8.6
71	Muhammad Imtiaz	Sub Engineer	11	D.A.E Civil	6.2
72	Mohsinullah	Sub Engineer	11	D.A.E (Civil Engineering)	10.5
73	Imran Arshad	Sub Engineer	11	D.A.E (Civil Engineering)	4.2
74	Tanveer Ahmed	Sub Engineer	11	D.A.E (Civil Engineering)	4.3
75	Muhammad Rizwan	Surveyor	11	DAE (Civil Engineering), B.A	6.1
76	Shaikh Abid Fazal	Assistant	11	B.A	10.7
77	Syed Shehzad Ahmed	Assistant	11	B.Com	6.3
78	Abid Hussain Ranjha	Assistant	11	B.A	3.1
79	Riaz Ahmad Jan	Assistant	11	B.A	5.3
80	Kashif Hussain	Assistant	11	B.A	4.3
81	Makhan Khan Jinjh	Care Taker	11	B.A	4
82	Muhammad Ilyas Khan	Care Taker	11	B.A, M.A (Islamiat)	7
83	Allah Ditta	Surveyor	11	DAE (Civil Engineering)	6.7
84	Asmatullah	Assistant	11	B.A	6.1
85	Abdul Wadood Pathan	Lab Technician	11	FSc	9
86	Muhammad Afzal	Assistant	11	B.Com.	4
87	Muhammad Awais	Assistant	11	B.A	3.1
88	Zulfiqar Ali	Assistant	11	B.Sc.	3.1
89	Muhammad Nazir Ahmed	Qanoongo	9	Matric, Patwar Course	4.1
90	Muhammad Babar Shehzad Mughal	Lightman	7	Matric	2
91	Muhammad Abdul Qayyum	Tracer	5	D.A.E (Civil Engineering)	4.1
92	Kamran Ahmad	LDC	5	Intermediate	3
93	Syed Shahzad Ali	LDC	5	B.A	3.2
94	Muhammad Nawaz	LDC	5	F.A	5.4
95	Syed Rizwan Asif	LDC	5	F.A	3.5
96	Rizwan Shafiq	LDC	5	BSc	3.6
97	Tanveer Hussain	LDC	5	D.Com.	1.6
98	Bilal Abid	LDC	5	BA	1.6
99	Muhammad Anees Qureshi	LDC	5	B.A	1.1
100	Muhammad Shafique	LDC	5	F.A	8.4
101	Sajjad Ahmad Khan	LDC	5	B.Com	1.6
102	Zafar Mahmood	LDC	5	F.A	14.7
103	Irfan Aslam	LDC	5	I.Com	1.6
104	Farzana Shamim	LDC	5	F.A	4.2
105	Naveed Latif	Patwari	5	B.Com, Patwar Course	2
106	Abid Khan	Patwari	5	M.A Islamiyat, Patwar Course	12.6
107	Khalid Mehmood Khan	Patwari	5	Matric, Patwar Course	2
108	Chaudhry Nizakat Ali	Patwari	5	B.A, Patwar Course	2
109	Idress Ahmed	Patwari	5	Matric, Patwar Course	1.1
110	Amir Mukhtar	Patwari	5	Matric, Patwar Course	2.1

National Highway Authority
Personnel Bureau

List of employees inducted since 2003 NHA (Regular) is as under:-

S#	Name	Designation	BS	Educational Qualification	Total Experience (in yrs)
111	Muhammad Ayaz Akram	Patwari	5	FA, Patwar Course	2.1
112	Qaiser Mehmood	Patwari	5	Matric, Patwar Course	2
113	Zulfiqar Ali	Patwari	5	Matric, Patwar Course	2
114	Malik Noor Muhammad	Generator Operator	5	F.A	19.3
115	Asif Nadeem	Painter	5	Matric	2
116	Faisal Khan	LDC	5	B.A	2
117	Noor Muhammad	Patwari	5	Metric, Patwar Course	1.11
118	Haroon Javed	LDC	5	Intermediate	1
119	Arshad Mehmood Awan	LDC	5	F.A	7.5
120	Muhammad Riaz	Jr. Accounts Clerk	5	B.Com	7
121	Arshad Mehmood	LDC	5	F.Sc.	11 months
122	Shahid Iqbal	LDC	5	B.Com	2.9
123	Sajid Mehmood	LDC	5	B.Com	2.8
124	Hina Riaz	Tracer	5	F.Sc	1
125	Saima Bajwa	LDC	5	B.A	1
126	Inamul Haq	LDC	5	F.A	11 months
127	Wajahat Tahir	LDC	5	B.A	0.4
128	Sardar Muhammad Naveed	Tracer	5	BSc	11 months
129	Muddasar Shafiq Qazi	Patwari	5	B.A	11 months
130	Shaikh Atique Zia	LDC	5	B.Com	0.8
131	Muhammad Zafar Iqbal	Patwari	5	Matric, Patwar Course	0.5
132	Zia Majeed Toor	LDC	5	I.Com	2.7
133	Falak Sher	Patwari	5	FSc., Patwar Course	11 months
134	Ghulam Mustafa	Patwari	5	Matric, Patwar Course	1.2
135	Shakeel Khan	LDC	5	BSc.	4.4
136	Jaffar Khan	Patwari	5	BA, Patwar Course	3
137	Muhammad Ibrahim	LDC	5	F.Sc.	11 months
138	Shakoor Ali	LDC	5	M.A	7.8
139	Ameer Bahadar	LDC	5	B.A	11 months
140	Sher Mehmood Khan	Cook	2	Matric	2
141	Muhammad Ishaq	Cook	2	Primary	2
142	Muhammad Iqbal	Mali	2	Middle	5.8
143	Muhammad Akram	Cook	2	Under Matric	1.4
144	Wasim Ahmad	Helper	1	Under Matric	1
145	Tariq Mehmood	Helper	1	Primary	2

Annex-II

Appointments Made by NHA Since 2003

Sr#	*Post*	*BS*	*Educational Qualification Prescribed*	*Experience Prescribed in years.*
1.	DD (Engineer)	18	B.Sc (Civil) M.Sc (Civil) Ph.D (Civil)	7 years in relevant field. 4 years. 2 years.
2.	DD (LM&IS)	18	LLM LLB	10 years. 10 years in relevant field. *Reduction in experience will be applicable to: - Ph.D – 5 Years. MS - 3 years.
3.	AD (Engineer)	17	M.Sc in relevant subject B.Sc (Civil) 1st Class.	1 year. 3 years.
4.	AD (LM&IS)	17	LLB	3 years in relevant field.
5.	AD (Admn)	17	MA/MPA	3 years in Office Management / General Administration
6.	AD (Finance)	17	B.Com	3 years in relevant field.

7.	AD (Legal)	17	LLB	3 years in relevant field.
8.	Inspector	16	3 years Diploma in Civil from the Board of Technical Educations's recognized institute.	10 years in construction of bridges/highways
9.	Sr. Lab Technician	16	F.Sc 3 years Diploma in Civil from Board of Technical Education's recognized institute.	10 years experience in the relevant field.
10.	LAO	16	LLB	3 years.
11.	Computer Operator	14	2nd Class B.Sc	3 years.
12.	Stenotypist	12	Intermediate with minimum speed 80/40 wpm in shorthand / typing respectively.	Nil.
13.	Lab. Technician	11	F.Sc/Diploma in Civil	3 years.
14.	Sub-Engineer	11	3 years diploma in civil engineering	4 years in the relevant field.
15.	Surveyor	11	3 years diploma in civil engineering	4 years in the relevant field.
16.	Assistant	11	Graduate	3 years UDC 7 years LDC (Ex-Serviceman)
17.	Care Taker	11	B.A	5 years.
18.	KPO	10	B.Sc	3 years.
19.	Kanoongo	9	Matriculation	10 years.
20.	Light man	7	Matriculation	5 years in relevant field.
21.	Tracer	5	F.Sc	Nil.
22.	LDC	5	F.A with typing speed 30 wpm.	Nil.
23.	Patwari	5	Matric with Patwar Tapedar course.	Nil.
24.	Generator Operator	5	Middle	7 years in relevant field.
25.	Painter	5	Middle	7 years in relevant field.
26.	JAC	5	Matric with science	Nil.
27.	Cook	2	Cooking experience	
28.	Mali	2	Farming experience	5 years.
29.	Helper	1	Primary pass	Nil.

57. ***Dr. Kauser Firdaus:** (Notice received on 24-09-2005 at 11.55 p.m.)

Will the Minister for Women Development be pleased to state the projects launched for the welfare of women during 2003 to 2005?

Mrs. Nilofar Bakhtiar: MoWD has launched 36 projects during the last three years at a total cost of Rs. 214.057 million (Annex-I).

Annexure-I

Rs. in million

S. No.	Year	Name of Project	Total Cost	Status
1.	2002-03	Construction of Nursing Hostel at Al Shifa eye Hospital Sukkur (Sindh)	7.000	Completed
2.	2002-03	Computer Training Centre for Adult Deaf Girls and Normal Hearing Women at Pakistan National Institute for Deaf Children. Kamoke.	0.800	Completed
3.	2003-04	Water Supply Scheme for Thari Women Sanghar	1.408	Completed
4.	2003-04	Construction of women industrial school Jabra Syedan, Chinary AJK	1.095	Completed
5.	2003-04	Establishment of industrial home for women in rural area of Hotrary Syedan AJK	0.577	Completed
6.	2003-04	Water supply scheme soon tain AJK	0.600	Completed
7.	2003-04	Establishment of industrial Centre for women in union council Thub, AJK	0.446	Completed
8.	2003-04	Provision of One(01) Toyota Hiace Van for transport facility for the Female Students in the Department of Anthropology at Quaid-e-Azam University, Islamabad	1.590	Completed
9.	2003-04	Provision of Transport facilities to female Students/Staff at CIIT, Islamabad by CIIT Islamabad	3.000	Completed
10.	2003-04	Establishment of Women Development Centre Hyderabad Thal, Tehsil Mankera Distt. Bhakkar.	1.773	Completed

11.	2003-04	Provision of Safe Drinking Water to Women in Liaquatpur, Distt. Rahim Yar Khan	1.291	Completed
12.	2003-04	Celebration of year 2003 as Fatima Jinnah year. Remained as under:- Award of Maadar-e-Millat Mohtarma Fatima Jinnah Medals	14.750	Continue
13.	2003-04	IT Trainning for Elected Lady Representatives	15.420	Continue
14.	2004-05	National Fund for Advancement of Rural Women: Jafakash Aurat: Patti Development project Chitral.	35.985	Continue
15.	2004-05	National Fund for Advancement of Rural Women: Jafakash Aurat: Economic Empowerment of Rural Women.	35 .000	Continue
16.	2004-05	National Fund for Advancement of Rural Women: Jafakash Aurat: Supporting Skills and Micro-Enterprises Development Amongst Gwadar Women.	39.785	Continue
17.	2004-05	Construction of Female Teachers Hostel Tameer-e-Nau Educational Complex Takhtani Quetta.	4.097	Completed
18.	2004-05	Provision of van for maternity home and child care Centre, Jacobabad	1.885	Completed
19.	2004-05	Socio-economic empowerment of rural women in Sanghar	1.493	Completed
20.	2004-05	Provision of van for mobile health care centre for women and children, Larkana	1.885	Completed
21.	2004-05	Construction of women development studies centre, university of Sindh Jamshoro. Sindh	2.000	Completed
22.	2004-05	Establishment of Women welfare Centre at Orakzai Agency, FATA.	11.375	Continue

23.	2004-05	Pilot Project for District Resource centers for Women in Local Govt. (10)	19.260	Continue
24.	2004-05	Family Protection and Rehabilitation Centres, for Women, Islamabad	19.560	Continue
25.	2004-05	Crisis Centre for Women in Distress, Mianwali.	9.078	Continue
26.	2004-05	Strengthening and Expansion of MCH Centre, Mitha Tiwana, District Khushab	1.205	Completed
27.	2004-05	Establishment of Crisis Centre for Women in Distress, Lahore.	7.188	Continue
28.	2004-05	Establishment of Crisis Centre for Women in Distress, Quetta	9.078	Continue
29.	2004-05	Establishment of Crisis Centre for Women in Distress, Rawalpindi	13.096	Continue
30.	2004-05	Establishment of Women Resource Centre at Nagar	1.555	Continue
31.	2004-05	Establishment of Crisis Centre for Women in Distress, Peshawar	7.188	Continue
32.	2004-05	Establishment of Crisis Centre for Women in Distress, Kohat	9.078	Continue
33.	2004-05	Establishment of Crisis Centre for Women in Distress, Karachi	7.188	Continue
34.	2004-05	Provision of two Buses for the girls students of IIU, Islamabad by International Islamic University, Islamabad	3.00	Completed
35.	2004-05	Replacement of old and un-economical Vehicle	0.890	Completed
36.	2004-05	Planning & Monitoring Cell	9.171	Continue
		Total	214.057	

58. ***Dr. Kauser Firdaus:** (Notice received on 24-09-2005 at 11.55 p.m.)

Will the Minister for Education be please to state the number and names of the Federal Government schools affiliated with Agha Khan Examination Board during the current year?

Lt. Gen. (Retd) Javed Ashraf: No Federal Government School of Federal Directorate of Education. Islamabad is affiliated with the Agha Khan Examination Board.

59. ***Mrs. Razina Alam Khan:** (Notice received on 26-09-2005 at 11.00 p.m.)

Will the Minister for Social Welfare and Special Education be pleased to refer to the Senate Starred question No. 169 replied on 21st September, 2005 and state the time by which the committee of the experts constituted to amend the West Pakistan Vagrancy Ordinance 1958 (Ordinance XX of 1958), will submit its report?

Mrs. Zobaida Jalal: A Committee of Experts was constituted under the chairmanship of Deputy Secretary (Law), Ministry of Inerior, Government of Pakistan to suggest amendments to the West Pakistan Vagrancy Ordinance 1958. The Chairman of the Committee has proposed that representatives of the Governments of the four Provinces be included as members of the Committee as the Ordinance is a provincial statute and provincial subject.

Ministry of Social Welfare and Special Education is convening a meeting of the Committee shortly and proposes to invite representatives of the four Provinces to provide views on amendments to the Ordinance.

60. ***Mr. Ilyas Ahmad Bilour:** (Notice received on 26-09-2005 at 3.45 p.m.)

Will the Minister for Environment be pleased to state the steps taken by the Government for proper disposal of waste of hospitals, residential, commercial areas and factories, in Islamabad?

Major (Retd) Tahir Iqbal: The responsibility of proper disposal of waste including hospital, residential and commercial areas rest with CDA. However, to assist local governments, Solid Waste Management guidelines are being developed. These guidelines are presently under consultative process with the Local Governments. Moreover. effort are under way to develop land fill for proper disposal of waste including waste form the factories.

61. *__Mr. Ilyas Ahmad Bilour:__* (Notice received on 26-09-2005 at 3.45 p.m.)

Will the Minister for Labour and Manpower be pleased to state the steps taken by the Government to eliminate bonded labour in the country?

Mr. Ghulam Sarwar Khan: The following steps have been taken to address the issue of bonded labour in the country:—

- The Ministry of Labour has developed a National Policy and Action Plan for Abolition of Bonded Labour and Rehabilitation of Freed Bonded Labourers. The Plan was approved by the Cabinet on September 5, 2001. The Action Plan envisages the activities and measures to deal with the problem effectively. It includes Relief Package for Freed Haris in Sindh, awareness raising, registration of brick kilns, rendering counseling and advocacy to needy bonded workers, organizing vocational training programme and creating self-employment opportunities through micro credit schemes.
- A Fund for Education of Working Children and Rehabilitation of Freed Bonded Labourers has been established. Under this Fund 3 projects worth Rs.16.3 million have been approved to provide free legal aid services to the bonded labourers (in NWFP and Punjab) and to construct houses for freed hari families (Ex bonded labourers) in district Dadu, Sindh.
- The ILO's Special Programme of Action to Combat Forced/Bonded Labour has also been initiated in Pakistan. Under this Programme, the ILO is to provide technical assistance to Member States to eradicate structural problems of forced and bonded labour.
- Number of studies have been undertaken to assess the nature/existence of bonded labour in different sectors.
- A programme of orientation/sensitization of the law enforcement and judicial officers on the issue of bonded labour is being implemented.

62. ***Mr. Ilyas Ahmad Bilour:** (Notice received on 13-10-2005 at 11.00 p.m.)

Will the Minister for Communications be pleased to state the steps taken by the Government for the construction of Lowari Tunnel in Chitral?

Mr. Muhammad Shamim Siddiqui: NHA has recently awarded the contract for construction of 8.65 KM Lowari Rail Tunnel Project. The contract agreement was signed on September 17, 2005 and the contractor has partially mobilized on site. It is planned to make the tunnel operational by mid 2009.

63. ***Mrs. Razina Alam Khan:** (Notice received on 14-10-2005 at 11.00 a.m.)

Will the Minister for Labour and Manpower be pleased to state:

(a) the amount available in the Labour welfare fund at present; and

(b) the number of welfare projects launched in the country for the welfare of Labourers?

Mr. Ghulam Sarwar Khan: (a) Funds position as on 31-10-2005 in respect of WWF is as under:—

		(In Millions)
(i)	Funds with WWF	Rs. 17,097.069
(ii)	Funds with Govt. Accounts	Rs. 24,864.146
	Total:	Rs. 41,961.215

(b) The following development and other welfare projects have been launched:—

- Houseing Projects 22
- Education Project 20
- Health Projects 26
- Welfare Schemes
  - Jahaiz Grant @Rs. 30,000 per daughter per worker
  - *Death Grant* @ Rs. 150,000 per deceased worker
  - Post-Matric Scholarship Upto three children of a worker

64. ***Mrs. Razina Alam Khan:** (Notice received on 14-10-2005 at 11.00 a.m.)

Will the Minister for Labour and Manpower be pleased to state:

(a) the age of superannuation of Labourers in the country according to labour laws; and

(b) *whether there is any proposal under consideration of the Government to reduce the said age limit?*

Mr. Ghulam Sarwar Khan: (a) There is no prescription of superannuation age of labourers for the purposes of eligibility, length and continuance of employment under the existing labour laws. However, under Section 22 of EOB Act, 1976, 60 years in respect of male and 55 years in respect of female workers have been prescribed for the purposes of getting old age pension benefit. They may, however, continue in the service even after the age of 60 or 55 years as the case may be.

(b) No.

65. ***Mr. Farhat Ullah Babar:** (Notice received on 18-10-2005 at 12.00 p.m.)

Will the Minister for Communication be pleased to refer to the Senate un-starred question No. 29 answered on May 5, 2004 and state the time by which the matter regarding withdrawal of all kind of concessions/exemptions on national highways will be decided?

Mr. Muhammad Shamim Siddiqui: NHA, with the approval of the Prime Minister of Pakistan, has withdrawn toll exemptions from all road users w.e.f. March 31, 2005, except for vehicles under the use of Armed Forces of Pakistan bearing broad Arrow number plates, National Highways and Motorway Police, Provincial Police, Fire Brigade and Ambulances.

66. ***Professor Muhammad Ibrahim Khan:** (Notice received on 21-10-2005 at 11.45 a.m.)

Will the Minister far Education be pleased to refer to the Senate Starred question No.187 replied on 21-09-2005 and state:

(a) *whether it is a fact that the Higher Education Commission has in its letter No.8-33/HEC/A&A/2005/65 dated 18th January, 2005 observed that Certain Universities are not recognized by the Higher- Education Commission, if so, the names of the said Universities/Institutions; and*

(b) *whether it is also a fact that the Commission has further observed in the letter referred to above that Post Graduate degrees of certain candidates have not been recognized, if so the names, designations and official addresses of the said candidates?*

Lt. Gen. (Retd) Javed Ashraf: (a) The Higher Education Commission in its letter No.8-33/HEC/A&C/2005/85 dated January 18, 2005 observed that following institutions are not accredited/chartered, as such are not recognized by the HEC (copy of letter enclosed)

1. Scholars Group of Colleges (Lahore, Rawalpindi, Multan)
2. Preston University, USA - Islamabad Campus

(b) The HEC in its letter No.8-33/HEC/A&C/2005/85 dated January 18, 2005 has observed that degrees awarded by above referred non-accredited/non-chartered institutions and presented to the Commission, in respect of following candidates are not recognized:

1. Mr. Muhammad Ishtiaq, Programmer, National Assembly Sectt. MCS degree held from Scholars Group of Colleges (Lahore, Rawalpindi, Multan), which is a non accredited/non-chartered institution.
2. Sardar Ali Haidery, Research Officer, National Assembly Sectt. MBA degree held from Preston University, USA – Islamabad Campus, non-accredited/non-chartered institution.

No.8-33/HEC/A&A/2005
January 18, 2005

Mr. Muhammad Nawaz,
Section Officer.
National Assembly Secretariat,
Islamabad.

Subject: VERIFICATION OF DEGREE AWARDING INSTITUTES/ UNIVERSITIES.

Dear Sir,

With reference your letter No. G(317)/Estt-I dated January 12, 2005 on the subject, it is informed that Scholars Group of Colleges (Lahore, Rawalpindi, Multan) and Preston University USA, Islamabad Campus are *Not* accredited/chartered institutions, functioning illegally and unlawfully. Therefore, MCS and MBA degrees held by M/s Muhammad Ishtiaq and Sardar Ali Haidery from Scholars Group of Colleges (Lahore, Rawalpindi, Multan) and Preston University USA, Islamabad Campus respectively are *Not Recognized* by the Higher Education Commission/ Government of Pakistan.

"UNSTARRED QUESTIONS AND THEIR REPLIES"

For Thursday, the 17th November, 2005

13. **Syed Hidayatullah Shah:** (Notice received on 24-09-05 at 12.35 p.m.)

Will the Minister for Education be pleased to state:

(a) whether it is a fact that M. Phil in Business Administration is not offered in the Quaid-e-Azam University, Islamabad, if so, its reasons; and

(b) whether there is any proposal to offer this in future?

Lt. Gen. (Retd) Javed Ashraf: (a) Yes. Quaid-i-Azam University (QAU), Islamabad does not offer M. Phil in Business Administration at present due to the following reasons;

(i) Shortage of Regular Faculty. Only two Faculty members are holding Ph.D. Degree in Management. Ph.D. degree holders in Management Sciences do not join the University because of low salaries as compared to Private sector Universities.

(ii) The Department of Admin Sciences, QAU at present also has shortage of physical facilities like Class Rooms, Computer Labs. And Library etc.

(b) There is a proposal to offer M. Phil in Business Administration in future when adequate physical facilities as well as proper faculty are available in the University.

14. **Syed Hidayatullah Shah:** (Notice received on 24-09-05 at 12.35 p.m.)

Will the Minister for Education be pleased to state:

(a) the courses offered at MA, MSc, M. Phil and Ph. D level in Quaid-e-Azam University, Islamabad;

(b) whether there is any proposal to include the courses of M. com and L.L.B in the University curriculum, if so, when?

Lt. Gen. (Retd) Javed Ashraf: (a) The following courses are being offered at present in the Departments. Courses & Institutes in Quaid-e-Azam University, Islamabad.

Faculty of Natural Sciences:

Departments	Degrees offered.
Biology	M. Sc., M. Phil & Ph.D.
Chemistry	M. Sc., M. Phil & Ph.D.
Computer Science	M. Sc.
Earth Sciences	M. Sc., M. Phil & Ph.D.
Electronics	M. Sc., M. Phil & Ph.D.
Mathematics	M. Sc., M. Phil & Ph.D.
Statistics	M. Sc., M. Phil & Ph.D.
Physics	M. Sc., M. Phil & Ph.D.
Institute of Information Technology (IIT)	M. Sc.
Computer Centre	Postgraduate Diploma and Certificate Courses in Computer Studies

Faculty of Social Sciences:

Administrative Sciences	M.B.A., M. P. A. & Ph.D.
Anthropology	M. Sc., P. Phil. & Ph.D.
Def. & Strategic Studies	M. Sc., P. Phil. & Ph.D.
Economics	M. Sc., P. Phil. & Ph.D.
History	M. Sc., P. Phil. & Ph.D.
International Relations	M. Sc., P. Phil. & Ph.D.

Other Institutes/Centres (Directly funded by HEC)

National Institute of Pakistan Studies QAU Campus	M. Sc., M. Phil. & Ph.D.
National Institute of Psychology QAU Campus	M. Sc., M. Phil. & Ph.D.
Area Study Centre QAU Campus Ph.D.	M. Sc., M. Phil. & Ph.D.

Taxila Institute of Asian Civilizations
QAU Campus (Ph. D. Programme)
National Institute of Historical and
Cultural Research, Islamabad (Research).
Centre of excellence in Gender Studies.
QAU Campus

Affiliated Institutes/Colleges

Armed Forces Medical College, Rawalpindi	M. Sc., Medical Admn. M. Phil-& Ph.D.
National Defence College, Islamabad	M. Sc., (DSS) & M. Sc. (War Studies).
Pakistan Institute of Ophthalmology Al-Shifa Eye Trust Hospital, Rawalpindi	M. S. & Diploma in Ophthalmology
Pakistan Institute of Medical Sciences (PIMS) Islamabad	M. D., M. S., M. D. S., M.Phil., Ph.D. in Medical Sciences & Diploma in Ophthalmology
Sheikh Zayed Postgraduate Medical Institute, Lahore	Ph.D. In Basic & Clinical Medical Sciences
National Institute for Bio-Technology & Genetics Engineering (NIBGE) Faisalabad	M.Phil & Ph.D. in Biotechnology
Health Services Academy Islamabad	Master Degree in Public Health

(b) As the main. charter of the University is to provide & promote teaching & research in the fields of Natural & Social Sciences, there is at the moment no proposal to start/include the courses of M. Com. & L.L.B. curriculum.

15. **Dr. Muhammad Ismail Buledi:** (Notice received on 24-09-2005 at 3.20 p.m.)

Will the Minister for Law, Justice and Human Rights be pleased to state the number of officers working in the office of the Attorney General of Pakistan with grade-wise and province-wise break up?

Mr. Muhammad Wasi Zafar: Detail of officers working in the office of Attorney General for Pakistan Islamabad is as under:—

S. No.	Name of Post	Name of Officer with Grade	Domicile
1.	Secretary to Attorney General (BS-20)	Vacant (Mr. Akhtar Ahsan, Sr. JS. M/o Law. Justice & HR. Division, Islamabad. Looking after as additional Charge)	Punjab
2.	Private Secretary to Attorney General (BS-17)	Mr. Abdul Hameed Awan (BS-16)	Punjab
3.	Research Officer (BS-17)	Vacant	—
4.	Assistant Accounts Officer (BS-16)	Mr. Muhammad Nasir (On deputation from Auditor General Office)	Punjab
5.	Superintendent (BS-16)	Mr. Muhammad Mushtaq	Punjab

Explanation:—Attorney General Office does not maintain separate Quota but is within the quota maintained by the Law, Justice & Human Rights Division, Islamabad.

Mr. Chairman: I will now take up the leave applications.

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین: ڈاکٹر محمد ساعد نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ ۱۷ اور ۱۸ نومبر کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا رخصت منظور ہے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: پروفیسر محمد سعید صدیقی ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ ۱۱ نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا رخصت منظور ہے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ گلشن سعید ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ ۱۶ نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکی تھیں اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا رخصت منظور ہے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ رخسانہ زبیری نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ ۱۷ اور ۱۸ نومبر کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا رخصت منظور ہے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب الیاس احمد بلور نے ملک سے باہر ہونے کی بناء پر مورخہ ۱۵ تا ۲۲ نومبر کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا رخصت منظور ہے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب شجاع الملک نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ ۱۷ اور ۱۸ نومبر کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: پروفیسر خورشید احمد ملک سے باہر جا رہے ہیں اس لئے انہوں نے

مورخہ ۲۰ تا ۲۶ نومبر کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: نواب محمد ایاز خان جوگیزئی نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ ۱۷ تا ۱۹ نومبر کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: میر محمد نصیر مینگل نے اطلاع دی ہے کہ وہ تاحال کراچی میں ہیں اس لئے آج مورخہ ۱۷ نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکیں گے۔ Now we take up item No.3 میرا خیال ہے point of order نہ ہو۔ آپ لینا چاہتے ہیں۔ میں دیکھ لوں۔ اگر ایک شروع ہوگا پھر سارے شروع ہو جائیں گے، پھر آپ سب کی باقی speeches رہ جائیں گی۔ پہلے coordinate کرلیا کریں۔ اب دیکھیں کتنے ہاتھ اٹھ رہے ہیں۔ پھر کس کس کو موقع دوں۔ ایک منٹ، پہلے غفور صاحب کا کر لیں وسیم صاحب۔ Raza Sahib, do you want to take points of order. We will take maximum three or four points of order. جی غفور صاحب۔

سینیٹر پروفیسر غفور احمد: جناب! یہ اخبارات میں خبر شائع ہوئی ہے کہ ایک امریکن کمپنی کو آزاد کشمیر میں ایف ایم ریڈیو قائم کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اجازت کیوں دی گئی ہے، کس کمپنی کو دی گئی اور پاکستان میں کیا کبھی اس سے پہلے ایسا ہوا ہے اور کیا ریڈیو پاکستان اس کا اہل نہیں ہے کہ ایف ایم ریڈیو قائم کرسکے؟ اس حساس علاقے میں جہاں نیٹو کی فورسز بھی ہیں یہ اگر آپ کسی امریکن کمپنی کو دے رہے ہیں تو ایسا کیوں ہے اور کمپنی کون ہے اور اجازت کس نے دی ہے؟

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے، آپ کو کوئی idea ہے وسیم صاحب، اس کو اگر آپ take up کرلیں you can check and come back.

Senator Wasim Sajjad: Minister-in-charge I think, he can only properly answer this question, so, it may be taken up

اسی لئے تو کہا جاتا ہے کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اگر یہ باقاعدہ نوٹس دیتے تو آج تو ہمارے پاس وہ وزیر خود موجود نہیں ہے تو کسی اور کی ڈیوٹی لگادیتے۔

جناب چیئرمین: میں نے تو کئی دفعہ عرض کیا ہے کہ points of order مجھے پہلے بتا دیں۔ میں Minister صاحبان سے کہوں تا کہ وہ آسکیں ۔بہرحال آپ کی مرضی ہے ۔

سینیٹر وسیم سجاد: اگر یہ باقاعدہ لکھ کر دیں تو ٹھیک ہے ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: وزیر برائے ٹیکسٹائل آئے ہوئے ہیں وہ عبداللہ ریاڑ صاحب کے سوال کا جواب دیں گے۔

جناب چیئرمین: کس چیز کا جواب دیں گے ۔عفور صاحب کا۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: عبداللہ ریاڑ صاحب اور احمد علی صاحب کے سوال کا ٹیکسٹائل کے حوالے سے جواب دیں گے۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ ۔ یہ ایک دو points of order ختم کروں پھر اس پر آ جاتے ہیں ۔ کلثوم پروین صاحبہ! آپ کچھ کہہ رہی تھیں ۔

سینیٹر کلثوم پروین: جناب چیئرمین ! میرا point of order نہیں ہے۔ میں نے پہلے بھی آپ سے درخواست کی تھی سوال نمبر 56 کے لئے، یہ بلوچستان سے ہی متعلق ہے National Highway سے متعلق ہے ۔یہ دوبارہ defer ہو کر آیا اور پھر بھی یہاں ایوان میں نہیں آسکا۔

جناب چیئرمین: یہ defer نہیں ہوا۔ اس کا جواب آیا ہے۔

سینیٹر کلثوم پروین: جناب ! جواب آیا ہے مگر اس میں بہت سے سوال تھے جو مجھے کرنے تھے یا باقی لوگوں کو کرنے تھے۔ اگر آپ اس کو کمیٹی کو بھجوا دیں تو کم از کم میں وہاں جا کر بات کرسکوں۔ کامل علی آغا صاحب کو آپ دے دیں، میں وہاں بات کرلوں گی۔ وہ میرے پڑوسی ہیں شاید وہ مجھ پر رحم کھالیں۔ جناب! یہ ان کو دے دیں۔

جناب چیئرمین: Question Hour ختم ہو چکا ہے۔ آپ ویسے آ جائیں، آغا صاحب اور میں بیٹھ کر آپ سے بات کرلیں گے کیونکہ ایک چیز dispose ہوگئی ہے we can't refer

it.

سینیٹر کلثوم پروین: جناب! آغا صاحب ایسے بات نہیں کرتے جب تک آپ نہ کہیں۔

جناب چیئرمین: وہ میں ذمہ لیتا ہوں۔ ڈاکٹر نگہت آغا۔

سینیٹر نگہت آغا: Thank you very much. Sir, میرا point of order regarding various hospitals of paraplegics اور دوسرے amputees سے متعلق ہے۔ زیادہ تر پارٹیوں نے بڑی مہربانی سے وہاں hospital کے اندر camps لگائے ہوئے ہیں جو کہ patients داخل ہوتے ہیں اُن کے لواحقین کے لئے ہیں۔ یہ ان کی بڑی مہربانی ہے اس سے بڑھ کر اچھی چیز کوئی نہیں ہے۔ اب ایک problem آ رہا ہے کہ کچھ لواحقین وہاں رہ رہے ہیں اور کچھ outsiders ہیں جن کو رہنے کی ضرورت نہیں ہے یعنی جن کو چھٹی بھی دے دیتے ہیں وہ وہاں سے نہیں جاتے۔ وجہ یہ ہے کہ ان کے پاس جانے کی جگہ نہیں ہے۔ آج ہی غازی بروتھا کے area میں تین لوگوں کو چھٹی دی ہے اور یہ لوگ آسانی سے وہاں بھیجے جا سکتے ہیں، وہاں camps لگ گئے ہیں لیکن specially جو amputees ہیں وہ واپس نہیں جا سکتے کیونکہ 3 weeks کے بعد پھر آنا ہے تاکہ ان کی fitting ہو۔ سب پارٹیوں سے میری درخواست ہے کہ ان کے اپنے اپنے کیمپس جو ہسپتال کے اندر ہیں ان کا چکر لگائیں جو جائز لوگ ہیں انہیں رہنے دیں اور جو ادھر ادھر سے آ گئے ہیں انہیں please کہیں کہ وہ وہاں سے چلے جائیں کیونکہ بیماریاں پھیل رہی ہیں اور کھانے کے وقت تو وہاں کھانے کے لئے باہر سے دنیا آ جاتی ہے I mean not those people. اب ہسپتال والوں کو پتا نہیں اور وہ سیکیورٹی کے لئے اور بیماری پھیلنے کے لیے بڑے worried ہیں اور میری ہر پارٹی سے درخواست ہے کہ please آپ چکر لگایا کریں اور جو جو ناجائز لوگ ہیں انہیں وہاں سے جانے کے لیے encourage کریں اور میں ان کو بھجواؤں گی، آج بھی تین بھجوا کر آئی ہوں کیوں کہ ان کے پاس کہیں جانے کے لیے جگہ نہیں تو ان کو میں غازی بروتھا وہاں ڈاکٹر سے کہہ کر بھجوا دوں گی I take that responsibility.

جناب چیئرمین: فرحت اللہ بابر صاحب۔

POINT OF ORDER; RE: INCREASE IN PETROLEUM PRICE

سینیٹر فرحت اللہ بابر، جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے حکومت کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ تیل کی قیمتوں میں جو مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ 31st August کو اضافہ ہوا تھا' 30th September کو اضافہ ہوا اور اس دوران اب بین الاقوامی تیل کی قیمتیں 70 $ per barrel سے گر کر 58 $ per barrel ہوگئی ہیں ۔ Oil Companies Advisory Committee meeting بھی پرسوں ہوئی اور انہوں نے تیل کی قیمتیں کم نہیں کیں۔ ہم نے اس ایوان میں بار بار یہ مسئلہ اٹھایا تھا کہ Oil Companies Advisory Committee جو ہے یہ Oil Marketing Companies کا cartel ہے اور اس میں کوئی بڑا گھپلا ہو رہا ہے ۔ ابھی اسی ہفتے اسی ایوان میں ہمارے ایک سوال کے جواب میں وزیر پٹرولیم نے کہا کہ inquiry on the issue of dumping of oil by the Oil Marketing Companies in Northern Areas مکمل ہوگئی ہے' ہم نے پوچھا کہ terms of reference کیا تھیں تو تحریری طور پر جواب آیا کہ کوئی terms of reference نہیں تھیں۔ پوچھا کہ inquiry مکمل ہوگئی؟ جواب دیا کہ inquiry مکمل ہوگئی۔ چونکہ سوال کی باری نہیں آئی تو میں بات نہیں کر سکا تھا' پوچھا کہ کیا ایکشن لیا گیا ہے تو جواب آیا کہ کوئی ایکشن نہیں لیا گیا۔ تو میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ تیل کی قیمتیں مسلسل بڑھ رہی ہیں جبکہ بین الاقوامی طور پر تیل کی قیمتیں کم ہو گئی ہیں۔ میری گزارش ہے کہ اس مسئلے کو متعلقہ کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور جو Oil Companies Advisory Committee ہے اس کے بارے میں تحقیقات کی جائے۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں یہ already Committee کے پاس ہے۔ دلاور صاحب۔

سینیٹر سید دلاور عباس: ابھی recommendations Government کو جا چکی ہیں اور آج بھی جب میں report place کروں گا تو اس میں recommendations دیکھ لی جائیں then the House will be more aware of the things but on the issue of

dumping جو سینیٹر فرحت اللہ بابر کہہ رہے ہیں اس کی as such report میرے یا کمیٹی کے پاس ابھی نہیں آئی لیکن جو بات انہوں نے کہی ہے کہ prices گر رہی ہیں ' وہ گر رہی ہیں but I think اس کی downward revision کرنی ہے that should be done soon. Government کو اس کا notice لینا ہو گا۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب والا! میری گزارش ہے کہ this is a very sensitive matter اس پر Advisor to the Minister of Finance Salman Shah نے بھی بیان دیا ہے as a response to it لیکن میری آپ سے request ہے کہ let the Minister or the Minister of State may come to this august House and reply.

Mr. Chairman: Please convey to them that they should be here in the next sitting.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: I will convey to them.

جناب چیئرمین، نہیں جی' اب points of order ختم ہوگئے ہیں۔ اپنی تقریروں میں جس نے کرنا ہے وہ کر لے۔ Now, we will go on with the item No.3, اچھا چیمہ صاحب! آپ کچھ کہنا چاہ رہے تھے کل والے point پر۔ میرے خیال میں points of order ختم ہوگئے ہیں' اس طرح تو I have no problem, if the House wants to continue with points of order. everybody wants 30 seconds, تو اس طرح کیسے پورا ہوگا۔ Wasim sahib, I think we should need to, Raza sahib, we need to coordinate with the points of order, I have no problem, but this way, then it just goes on. ایک ایک منٹ سے بہت بڑھ جاتا ہے۔ دیکھیں یہ جو points آپ raise کر رہے ہیں' مہیم خان صاحب! یہ اپنی speeches میں کرلیں یا اپنے colleagues سے کہہ دیں۔ ان میں کوئی بھی point of order نہیں تھا in the strict definition. یہ آپ چھوٹے چھوٹے issues پر لا رہے ہیں اس طرح باقی سارا کام رہ جاتا ہے۔ لوگ تقریریں کرنا چاہتے ہیں

وہ رہ جائیں گی۔ آپ تشریف رکھیے۔ چیمہ صاحب آپ جواب دیں۔

STATE MENT OF THE MINISTER ON A POINT OF ORDER RAISED EARLIER REGARDING STANDARD AND QUALITY OF TENTS FOR EARTHQUAKE VICTIMS

جناب مشتاق علی چیمہ (وفاقی وزیر برائے ٹیکسٹائل انڈسٹری): جناب! یہ جو tents کے حوالے سے reservation show کی گئی تھی کہ چونکہ tents canvas کی بجائے drill cloth کے بن رہے ہیں تو شاید ان کی strength یا اس پر coating کا کوئی مسئلہ آئے گا۔ میں تھوڑا سا short time میں brief کردوں۔ اس کی back history یہ ہے کہ زلزلہ آنے کے بعد 35 لاکھ افراد جو بے گھر ہوئے تھے ان کو settle کرنے کے لیے، گھر تو اتنے جلدی بن نہیں سکتے تو tents کو base کیا گیا ہے۔ پہلا step جو حکومت نے اٹھایا وہ یہ کہ جو import duty تھی اس کو waive off کیا گیا۔ Sales tax پہلے ہی waive off ہو گیا تھا تو انڈیا سے import allow کی گئی کیونکہ انڈیا قریب ہے اور وہاں سے جلدی tents آ سکتے ہیں اور land route بھی allow کیا گیا کہ واہگہ بارڈر سے tents انڈیا سے آ سکیں۔

اس کے بعد دیکھا کہ یہ sufficient نہیں ہے تو export پر ban لگایا گیا کیونکہ دنیا میں 65% to 70% tents پاکستان میں بنتے ہیں، اسی وجہ سے export ban کی گئی تاکہ یہ tents کسی بھی وجہ سے جو پرانے contracts ہیں exporters کے وہ export نہ کر دے چونکہ ہمیں خود اپنے گھر میں شدید ضرورت ہے۔ اس کے بعد دیکھا کہ supply پھر بھی مناسب نہیں ہو رہی ہے۔ اس کے علاوہ main مسئلہ یہ تھا کہ جس طریقے سے NGOs اور foreign countries procure کرکے tents لگا رہے تھے، وہ لوگ پیسے خرچ کرتے تھے تو اپنی مرضی سے وہ tents distribute کرتے تھے۔ اس سے کیا ہو رہا تھا کہ دس tents ادھر جا کر لگ گئے، دو کہیں اور لگ گئے، 20 کہیں اور لگ گئے تو حکومت نے اس بات کو feel کیا کہ اگر اس طریقے سے tents لگتے رہے تو ان لوگوں کی proper care نہیں کی جاسکے گی، ان کو medical facility, ان کی خوراک کا مسئلہ، ان کی security کا مسئلہ، ان کے دوسرے سوشل مسائل کو

حکومت look after نہیں کر سکے گی۔ لہٰذا حکومت نے پروگرام بنایا کہ tent villages ہم بنائیں گے جہاں ان کا medical, ان کی خوراک' ان کی security, ان کے دوسرے جو social مسائل ہیں' ان کو properly look after کیا جاسکے۔ تو جو tents مفت آ رہے تھے' مختلف NGOs کے through یا individuals کے through یا companies کے through یا foreign countries کے through, حکومت نے سوچا کہ ان کو ہم خود pay کرکے لگائیں جو کہ میرا خیال ہے کہ 2.3 or 2.4 billion rupees دینے کا پروگرام ہے کہ ہم خود دیں تاکہ centralized کریں ساری tents کی supply کو اور tent villages بنا سکیں اور ان لوگوں کو proper relief دے سکیں۔ ان tents کی procurement کے لیے Prime Minister کی advice کے مطابق میں نے Tents Association کو ادھر بلایا' ان سے discuss کیا' اس میں تین باتیں main تھیں کہ ایک تو tent ایسا ہونا چاہیے کہ اس کی strength ہو' جس سے ٹینٹ پھٹ نہ جائے' ایسا نہ ہو کہ تیز ہوا چلے یا اس کو کسی قسم کی کوئی زد آئے اور وہ پھٹ جائے۔ دوسرا اس میں یہ تھا کہ tent water proof ہونا چاہیے کیونکہ جن علاقوں میں یہ ٹینٹ لگنے ہیں وہاں پر بارش اور برف باری ہوتی ہے۔ تیسرا main جو issue تھا وہ time frame کا تھا۔ سردی آ رہی ہے' بارش کا موسم آ رہا ہے' برفباری ہوتی ہے تو ایک مہینے میں ہمیں تین لاکھ ٹینٹ چاہیے تھے۔ یہ ساری جب discussion ہوئی تو جو لوگ سپلائی کرنے والے تھے انہوں نے ساری پوزیشن بتائی۔ میں خود بھی ٹیکسٹائل سے ہوں مجھے پتا تھا کینوس کتنی مل سکتی ہے۔ میں یہ بات بھی clear کرتا چلوں کہ ٹینٹ صرف کینوس سے نہیں بنتے۔ ٹینٹ مختلف سامان سے بنتے ہیں۔ بات صرف اتنی ہے کہ اس کی requirement کیسی ہے۔ دنیا میں mostly tent sun proof ہوتے ہیں کہ دھوپ نہ لگے۔ جیسے لوگ سعودی عرب میں جاتے ہیں اور دیکھتے ہیں حج کے اوقات میں' عمرے کے اوقات میں ٹینٹ لگتے ہیں وہ water proof نہیں ہوتے ہیں وہ sun proof ہوتے ہیں۔ اکثر آدمیوں کے ذہن میں ہوتا ہے اور لوگ advice بھی کرتے تھے کہ سعودیہ سے آپ ٹینٹ منگوا لیں۔ دبئی میں یا مڈل ایسٹ میں جتنے بھی ٹینٹ ہیں وہ water proof نہیں ہوتے وہ sun proof ہوتے ہیں جس سے صرف دھوپ رک سکتی ہے۔ ویسے تو mostly ٹینٹ شادیوں میں بھی لگتے ہیں اس کا ایک اپنا مقصد ہے۔ وہ بھی بہت ساری قسموں کے

کپڑے کے بنتے ہیں اور بہت ساری چیزوں کے بھی بنتے ہیں۔ لیکن ہمیں جس کی ضرورت تھی وہ یہ تھی کہ ٹینٹ water proof ہونا چاہیے۔ ٹینٹ مضبوط ہونا چاہیے کہ وہ ایک reasonable time سے پہلے پھٹ نہ جائے۔ ٹینٹ بنانے والوں نے اپنی معذوری ظاہر کی کہ کینوس اتنی بڑی مقدار میں ہماری production نہیں ہے۔ یہ پاور لوم پر بنتا ہے۔ یہ چھوٹی چھوٹی cottage industry ہے، قصور اور لاہور کے نزدیک یہ انڈسٹری ہے جہاں پر یہ کینوس بنتا ہے۔ ایک مہینے میں اتنا زیادہ quantum required tent پورے کرنے کے لئے نہیں ہو سکتا تھا۔ باقی چیزوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس raw material کا، کپڑے کا جس کو کینوس کہہ لیں یا کچھ اور کہہ لیں پھر یہ drill under discussion آئی۔ Drill ایک ایسا فیبرک ہے جو ہمارا مقصد پورا کرتا ہے۔ Strength wise وہ کینوس سے زیادہ strength رکھتا ہے۔ اس کی main وجہ اس کا raw material ہے کہ جو دھاگہ Drill میں استعمال ہوتا ہے اور جو دھاگہ کینوس میں استعمال ہوتا ہے۔ کینوس میں waste mostly use کی جاتی ہے۔ کاٹن کی waste جو ہوتی ہے اور open end yarn اس کا بنتا ہے جس کی strength نہیں ہوتی۔ جو drill میں دھاگہ استعمال ہوتا ہے اس میں اچھی کاٹن استعمال ہوتی ہے۔ اور Ring spun ہوتا ہے۔ ring spun اور open end کا آپس میں بہت زیادہ strength کا فرق ہے۔ وہ open end yarn ہے اگر same لیا جائے جو کہ آج کل قیمت ہے تو وہ پچیس روپے پاؤنڈ میں open end yarn available ہے اور پنتالیس روپے پاؤنڈ میں وہی yarn اتنے ہی وزن کا، اتنی ہی موٹائی کا ring spun ملتا ہے کیونکہ اس کی کوالٹی بہتر ہوتی ہے اور اس کی strength بہتر ہوتی ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ کیسے weave ہوا ہے۔ کینوس one by one سے weave ہوتی ہے۔ اور drill two by one یا three by one سے weave ہوتی ہے۔ تو weaving کے لحاظ سے بھی drill کینوس سے زیادہ strength رکھتی ہے۔ اس کے بعد آجاتا ہے کہ کیا کوٹنگ ہوسکتی ہے یا کوٹنگ نہیں ہوسکتی۔ کوٹنگ ہر چیز پر ہو جاتی ہے۔ Poly propline پر بھی کوٹنگ ہو جاتی ہے۔ یہ plain کپڑے پر بھی ہو جاتی ہے، کینوس پر بھی ہو جاتی ہے اور drill پر بھی ہو جاتی ہے۔ اس کی باقاعدہ کوٹنگ کی specification دی گئی ہے کہ کیسی کوٹنگ ہو گی اس میں oil content کتنے ہونگے۔ اس کو باقاعدہ چیک کیا جاتا ہے۔ یہ کنٹریکٹ

جو کیا گیا ہے یہ پوری specification کے ساتھ پوری تفصیل کے ساتھ کہ کیا سائز ہوگا، کیا لمبائی ہوگی، کیا چوڑائی ہوگی اس میں کتنے رسے باندھے جائیں گے۔ اچھا یہ double fly ہے، mostly ابھی تک جو ٹینٹ لوگوں نے سپلائی کئے ہیں، آپ لوگ ٹی وی پر دیکھ سکتے ہیں، یا ویسے بھی جا کر آپ دیکھ سکتے ہیں کہ وہ single fly ہے۔ہم نے جو ٹینٹ لئے ہیں وہ double fly ہیں یعنی ایک layer ہے اور چھ انچ کے فاصلے پر دوسری layer ہے۔ دونوں layers coated ہیں، water proof ہیں۔ اگر کسی ایک میں تھوڑی بہت کمی ہے تو سیکنڈ اس کو روکتی ہے۔ تو drill اور کینوس میں کوئی loss نہیں ہے بلکہ drill کا کپڑا اس سے مہنگا ملتا ہے۔

یہ جو سپلائی کی بات ہو رہی تھی فیصل آباد سے، تو یہ ٹینٹ پاکستان میں صرف دو جگہوں پر بنتے ہیں۔ ایک لاہور اور قصور ایریا میں اور باقی کراچی میں۔ 70% قصور سائیڈ پر بنتے ہیں اور 30% کراچی میں بنتے ہیں۔ اسی حوالے سے ہم نے یہ صوبائی حکومتوں کو سارا کام دیا ہے۔ چیف سیکرٹری لاہور، پنجاب کو deal کرے گا اور سندھ کا جو چیف سیکرٹری ہے وہ سندھ والے علاقے کو deal کرے گا اور انہوں نے ہی کنٹریکٹ کئے ہیں اور وہی procurement کر سکتے ہیں اس لئے procurement صوبوں کے ذمے لگائی گئی ہے اور مرکز نے صرف ادائیگی کرنی ہے۔ پنجاب گورنمنٹ اور سندھ گورنمنٹ centre کے behalf پر payment کرتی ہے اور procurement ان کی فیکٹریوں سے مال اٹھانا اور ان کی inspection کرنا Inspection کا بھی میں بتاتا چلوں کہ inspection کے لئے منسٹری آف انڈسٹری کے انسپکٹر ہوتے ہیں اور آرمی کے انسپکٹر ہوتے ہیں۔ ہر ٹینٹ کی inspection باقاعدہ ہوتی ہے اور اس کے بعد سپلائی کیا جاتا ہے۔ مزید اس میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ جتنے ٹینٹ ہیں، ہر ٹینٹ کے اوپر ٹینٹ میکر کی stamp لگی ہوئی ہے کہ اگر کل کو کوئی ٹینٹ صحیح نہیں ہے تو اس ٹینٹ میکر کو پکڑا جا سکے۔ تو اور تفصیل چاہیے۔

جناب چیئرمین: احمد علی صاحب! اس پر بات کرنی ہے آپ نے۔

Senator Dr. Abdullah Riar : Sir, I think he is the technical man, it is better he talk after me. That would be very proper, I am a layman.

Mr. Chairman: He raised and then he is conceding, then fine.

سینیٹر احمد علی : جناب کر لینے دیں۔ کر لینے دیں۔

جناب چیئرمین : جی ریاض صاحب

سینیٹر ڈاکٹر عبداللہ ریاض : شکریہ۔ چیئرمین صاحب! وزیر صاحب کا شکریہ کہ وہ آئے اور انہوں نے تفصیل کے ساتھ explanation دی۔ پہلی چیز اس ہاؤس میں، میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ یہ issue میں نے point scoring یا کسی طرف fingure pointing کے لئے نہیں اٹھایا تھا۔ مگر for the largest interest of the earth victims کے لئے اٹھایا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو، یہ گمان تھا مجھے کہ کہیں ایسے نہ ہو جنوری کے مہینے میں ہم بالاکوٹ جائیں، جنوری کے مہینے میں ہم مظفرآباد جائیں تو ہمارے کشمیری بھائی یہ ٹینٹ اٹھا کر ہمارے منہ پر نہ ماریں کہ پہلی بارش ہی sustain نہ کر سکے۔ That was the spirit جس کی بنیاد پر میں نے یہ بات کی تھی۔

Coming to the question of description مجھے خوشی ہے کہ وزیر صاحب نے یہ admit کیا ہے کہ specification from canvas fabric to drill fabric کی گئی ہے اور تبدیلی کی وجوہات بھی انہوں نے بتائی ہیں۔ جناب! میں اس ایوان کی تھوڑی سی attention چاہوں گا۔ وزیر صاحب نے technically سمجھایا ہے کہ ٹینٹ کیسے بنتے ہیں۔ میں صرف یہ بتانا چاہوں کہ دنیا کی demand 70% of the tent ہم بڑے فخر سے کہہ رہے ہیں کہ پاکستان fulfil کرتا ہے۔ میں further add کرتا ہوں کہ annual export of the tent ہماری چھ ارب روپے کی ہے۔70% لاہور قصور سے اور 30% کراچی کے علاقے سے یہ کینوس کے ٹینٹ majority جو weather resistance اور water proofing properly ہو کر انٹرنیشنل سٹینڈرڈ پر سپلائی ہوتے ہیں اور export ہوتے ہیں، یہ تو تھی اکتوبر سات سے پہلے کی کارروائی۔

جناب چیئرمین! جو کینوس کا ٹینٹ ہوتا ہے، ہم سب نے لفظ سنے ہوں گے، تانا اور بانا، آج میں اپنے آپ کو ایک جولاہا بن کر بھی سمجھانے کی کوشش کروں گا کہ per square inch میں جو تانے ہوتے ہیں اور جو بانے ہوتے ہیں۔ بیالیس تانے ہوتے ہیں، tana means

each thread and each thread definitely is of a weave of the poor quality of
cotton but it is a core fiber. اس کی ایک logic ہے۔ بیالیس تانے ہوتے ہیں اور
چوبیس بانے ہوتے ہیں ۔ I say tana is a vertical thread and Bana is a horizontal
thread per square inch میں اس کی ایک سائنس ہے۔ اس کی ایک سائنس ہے کہ اس کے
درمیان ایک فاصلہ چھوڑا جاتا ہے۔ اور untreated fabric کو، کینوس کے فیبرک کو اگر ہم
آنکھوں کے سامنے رکھیں گے تو we can see through it وہ ایک جالی کی مانند ہوتا ہے۔
اس کے پیچھے مصلحت یہ ہے کہ جب liquid paraffin جو water proofing کرتی ہے اس کی
جب coating کی جاتی ہے اور وہ جب رولر کے through گزرتی ہے تو liquid paraffin اس
خانے کو بھرتی ہے تو وہ fabric بنتا ہے اور sir, اس میں آپ کے knowledge کے لیے
further add کر دوں کہ صرف liquid paraffin کی requirement نہیں ہوتی water
proofing of the tent کے لیے Aluminium acetate کی coating کی جاتی ہے کیونکہ
جب سورج کی روشنی پڑتی ہے تو liquid paraffin melt ہو جاتی ہے ۔اس لیے اس tent کو
Aluminium acetate سے treat کیا جاتا ہے further more کیونکہ یہ coursed fiber
ہوتا ہے، canvas کے tent کو rot جلدی لگتی ہے، اس کو بچانے کے لیے اس کی copper
nethetate کی treatment کی جاتی ہے to prevent it from the rot. یہ ہے process to
make a water proof tent اور sir, اس میں especially اور liquid paraffin کی
Aluminium acetate کی coating ہوتی ہے ۔ اس میں یہ specification ہے کہ it
should have the ability to withstand 20 cm hydrostatic head, hydrostatic
head of 20 cm کو وہ برداشت کر سکے ۔تب جا کر وہ بنتا ہے International standard
پر water proof tent.

رہی بات اگلے step کی، جو sir, drilled fabric and drilled tent یہ بنا رہے ہیں۔
تھوڑا سا مجھے پتا ہے میں زیادہ وقت نہیں لوں گا ۔ Sir, kindly مجھے آپ غور سے سنیئے گا ۔ انہوں
نے بالکل صحیح فرمایا ہے ۔ drilled fabric میں جو تانے ہوتے ہیں وہ ۹۸ ہوتے ہیں اور بانے
بھی ۹۸ ہوتے ہیں اور horizontal and vertical thread 98 ہوتے ہیں it is weaved in

a zigzag manner. It is not the vertical and horizontal thread, there is no space and I say it with the scientific authenticity, there is no sufficient space in the drilled cloth to accommodate enough wakes. So, that fabric can withstand the 20 cm hydrostatic water drop. No. 1.

بالکل صحیح بات ہے۔ میں منسٹر صاحب سے agree کرتا ہوں کہ drilled fabric بہت strong ہوتا ہے canvas کے مقابلے میں ۔ مگر ہم نے ہاتھیوں کی جنگ نہیں کرنی۔ یہ صرف شیڈ کے لیے، شیلٹر کے لیے ہے۔ It is the stronger fabric. No doubt about it. اسی لیے وہ جین بنائی جاتی ہیں، اسی لیے آپ اس کو بڑے decorated cloths اور بہت ساری چیزوں میں drilled fabric is much more expensive and a better quality fabric ہم نے quailty نہیں ہم نے objective کے end کو دیکھنا تھا۔

نمبر۳۔ ان کی جو description and I am so thrilled کہ منسٹر صاحب نے بالکل کہہ دیا کہ چیف سیکرٹری صاحب procure کر رہے ہیں اور پاکستان جو چھ ارب روپے کے tent export کرتا ہے۔ جس سے international donors خریدتے ہیں۔ 8 اکتوبر کو زلزلہ آتا ہے اور 20 اکتوبر کو UNHCR تیس ہزار tent خریدنا چاہتی ہے۔ وہ tenders کرتے ہیں، وہ water proof tents خریدتے ہیں۔ وہ tent سے foreign exchange اچھی کوالٹی کے خرید رہے تھے۔ وہ ہمیں ملتے۔ وہ ان tents کے ساتھ باقی لوازمات بھی relief کے لیے لے کر جاتے۔ منسٹر صاحب اور وزیر اعظم صاحب ان کو اتنا کہہ دیتے کہ فلاں ٹینٹ ویلج میں UNHCR والے اپنا tent mini village بنا لیں۔ پہاڑی پر مت جا کر دو۔ ہمارا foreign exchange بھی بچتا، ہمیں quality کے tents بھی ملتے اور جلدی بھی ملتے۔ رہی بات یہ، انہوں نے جو specifications دی ہیں اور جن کی بنیاد پر دو چیف سیکرٹریز مارکیٹ میں procure کر رہے ہیں through SPs and SHOs ان میں liquid paraffin کی criterion is only less than one percent oil content. thickness نہیں ہے ۔ 20cm hydrostatic dropresistance نہیں ہے۔ ان کی specification میں canvas کا fabric نہیں ہے۔ Establish ہو گیا ہے۔ وہ تو سائنس بتائے گی اور تین مہینے کے بعد tents والے بنائیں گے

کہ صحیح کون تھا۔ میں یہ بتا دوں کہ پاکستان جو 70% tents export کرتا ہے، اس میں کتنے فیصد drilled fabric کے tents ہیں۔ یہ drilled fabric کی جو نئی کہانی شروع کی ہوئی ہے، جناب والا! یہ وقت کی تنگی نہیں ہے۔ ہماری looms کافی ہیں۔ Pakistan has the capacity of producing 1 million tents per annum, produce کرکے export کرتے ہیں تو ہم ایک مہینے میں produce کر سکتے تھے۔ اور کچھ نہیں تو ان سے enquiry ضرور کرتے۔ آپ نے تو enquiry بھی نہیں کی، وہ تو cottage industry ہے۔ یہ Tent Manufacturing Association کے through انہوں نے بغیر tender کے price طے کر لی ہے۔ میں اب اس تفصیل میں نہیں جاتا کیونکہ urgency and emergency ہے۔ چلیں، ٹھیک ہے۔ چھ ہزار روپے کی price طے ہو گئی، specifications alter ہو گئیں، canvas سے drilled fabric ہو گیا۔ vaxing کا کوئی criterion نہیں دیا گیا اور اس کی thickness نہیں بتائی گئی، اس کے اوپر aluminium acetate کی treatment نہیں بتائی گئی، اس کے اوپر copper acetate کی treatment نہیں بتائی گئی۔ جناب والا! یہ کپڑا تو ضرور مضبوط ہوگا تاہم اس کی لوگ بعد میں رضائیاں بنائیں گے۔ جناب والا! یہ بالکل بنائیں گے کیونکہ جب وہ بارش سے انہیں نہیں بچا سکے گا تو اس کپڑے سے پردے بنیں گے اور رضائیاں بنیں گی، bed sheets بنے گی کیونکہ کپڑا مضبوط ہوگا، jeans بنے گی مگر وہ water proof tent نہیں ہوگا۔ International Donor Agencey Aux Fan نے special permission لی ہے اور انہیں 20,000 tents کی اجازت دی ہے۔ وہ tents جن specification پر لے رہے ہیں، اس کے بارے میں وزیر صاحب بتا دیں۔

جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ پاکستان کی افواج are the biggest buyer of the tents in this country. Please, Mr. Chairman, ask Pakistan Army to provide this specification of the water proof tent. اگر پاکستان آرمی اپنے جوانوں کے لئے water proof tents جس specification پر لیتی ہے، ہم 1.8 billion کیوں ایک نئے تجربے پر لگا رہے ہیں۔ This is the plight of the people, this is the voice coming from inside. I request sir, this is a serious matter. ہم ایک طرف

transparency کی بات کرتے ہیں، ہم سارا دن transparency پر بولتے رہتے ہیں day after tomorrow donors are coming and we are asking them to dish out 5 million dollar. ہم نے دیکھ لیا کہ ہم نے کس طریقے سے notification میں indemnify کیا ہے area کو ، ہم نے دیکھ لیا کہ جب ہم transparency نہ ہوتے ہوئے اس طرح کی amendments کرتے ہیں اور اس طرح circumvent کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جناب والا! اتنے بڑے cause میں کوئی humanitarian aspect بھی ہوتا ہے۔ یہ فیصل آباد کے textile کی بات نہیں ہے، یہ میرے محبوب دوست ہیں ، مجھے ان سے کوئی personal شکایت نہیں ہے۔ مگر میں یہ ضرور کہوں گا کہ یہ jean کا کپڑا، یہ drilled cloth, ware houses وہیں ہیں، اسی sub-division میں سب سے زیادہ ware houses ہوں گے۔ Manufacturing of the tents بالکل قصور ، لاہور اور کراچی میں ہوتی ہے اور آج بھی پاکستان کے پاس capacity ہے ، دن رات کام کرکے وہ cottage industry والے ایک ملین tents بنا سکتے تھے اور بنا سکتے ہیں but they do not belong to a big class business entrepreneures. They do not have the time to create a corporation standard, a bigger time association and a lobby and a mafia who sucks on the last penny of the poor people of Pakistan.

جناب چیئرمین: جناب احمد علی صاحب۔ رضا صاحب ! آپ بات کرنا چاہتے ہیں

سینیٹر میاں رضا ربانی : جناب چیئرمین ! میں اس مسئلے میں بالکل ایک novice ہوں اور مجھے کوئی technical experience نہیں ہے۔ جس تفصیل کے ساتھ وزیر صاحب نے اور پھر اس کا counter عبداللہ ریاڑ صاحب نے technical terms میں کیا ہے، میں ایک لفظ بھی اس میں add نہیں کر سکتا لیکن ایک عام شہری کی حیثیت سے جو باتیں وزیر صاحب نے کی ہیں، ان باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے کوئی ایک آدھ observation ہے اور اس کے بعد تقریباً کوئی سات سوال میرے ذہن مین ابھرتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ان سات سوالوں کا جواب آپ کے توسط سے وزیر صاحب دیں تو وہ مناسب بھی ہو گا۔

جناب والا! پہلی بات یہ ہے کہ وزیر صاحب نے یہ بات فرمائی کہ پاکستان تقریباً 75% of the world market کو cater کرتا ہے اور اس پر جب فاضل Labour Minister نے ان سے پوچھا تو انہوں نے اس بات کو دوبارہ confirm بھی کیا کہ ہاں! پاکستان 75% of the world market کو cater کرتا ہے۔ یہ بات تھوڑی سی عجیب ہو جاتی ہے کہ جب Pakistan 75% of the world market cover کر رہا ہے تو پھر یہ کہنا کہ جی ہمارے پاس capacity نہیں ہے کہ ہم اتنی کینوس produce کرسکیں، اس بات سے تھوڑا سا ابہام پیدا ہوتا ہے۔

دوسری بات یہ کہ وزیر صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ ڈرل بہتر ہے تو پھر یہ بات بھی آتی ہے کہ اگر ٹینٹ بنانے کے لیے ڈرل کپڑا بہتر ہے تو پھر پاکستان پہلے ہی دنیا کو ڈرل کے ٹینٹ کیوں نہیں export کر رہا اور دنیا ان tents کو کیوں نہیں accept کر رہی۔ آخر میں جو میری observation ہے وزیر صاحب نے خود admit کیا کہ جو water proofing process ہے وہ اتنا مکمل نہیں ہے کیونکہ انہوں نے اپنی statement میں یہ کہا کہ دو levels ہوں گے اور اگر پہلے level کو penetrate کر لیا تو پھر second level اس کو روکے گا۔ لہذا ان کی اپنی statement سے یہ implication پیدا ہو گئی کہ جو process of water proofing ہے وہ ایک perfect process یا competent process نہیں ہے کیونکہ انہوں نے خود کہا کہ اگر ایک layer سے نکلے گا تو دوسری layer میں جائے گا اور یقیناً international standard کی جو چیزیں ہوتی ہیں اس میں یہ گنجائش نہیں ہوتی کہ ایک layer میں سے نکلے اور دوسری میں چلا جائے اور وہاں رک جائے۔ اب جناب چیئرمین صاحب! اس سے میرے ذہن میں سات سوال پیدا ہوئے ہیں اور وہ میں آپ کے توسط سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ

do the present tents, which are being made out of drill, do they meet the international standards and criteria? That is question number one. Question No. 2 is, that since Canvas is not being used and now drill is being used and by admission of the Minister himself the process of water proofing is not of that standard, has the price been revised downwards in this case?

Mr. Chairman: Do you think that the water proofing is not the same as in the Canvas.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, that is my observation. My basic question is that; has the price of these tents been revised downwards.

Mr. Chairman: In the change of Canvas to drill, irrespective of the water proofing.

Senator Mian Raza Rabbani: That was just a passing observation that I made. No. 3 is, that who gave permission that the international standards can be changed? What was the authority or who was the authority who gave the permission that the international standards can be changed? Q. No. 4 is, has the material of drill been used before, if so where and to what result? Q. No.5 is, that what are the new specifications for the tents and water proofing? Q. No. 6 is, that what was the criterion and what was the process through which the price of these tents was fixed? And Q. No. 7 is, that how many drill material tents does the Pakistan Army have? Thank you Mr. Chairman.

جناب چیئرمین: جناب احمد علی صاحب، اس کے بعد آپ۔

سینیٹر احمد علی: دو دفعہ میں چپ ہو گیا تھا اب پلیز آپ بھی بیٹھ جائیں۔ Mr. Chairman, Thank you very much. کتنی اچھی coverage ہمارے سینیٹر صاحب نے کی ہے۔ میرا خیال ہے ہر پوائنٹ کا answer already آ گیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ drill cloth بہت زیادہ strong ہوتا ہے اور drill cloth کی definitely ہم لوگ Jeans وغیرہ پہنتے رہتے ہیں، بڑا strong کپڑا ہوتا ہے مگر یہاں سوال آتا ہے water proofing کا،

تانے بانے کا سوال آتا ہے' یہاں ان کے structure کا سوال آتا ہے ۔ اس میں بہت سارے ٹیکنیکل سوالات آتے ہیں جن کا منسٹر صاحب نے جواب نہیں دیا۔ا گرمیں یہ کہہ دوں' آپ یہی بتا دیں 20x20 تھا ' 40x40 تھا ' 10x10 or 10x5 تھا تو جواب شاید ابھی آ جائے گا ۔ سوال یہ نہیں ہوتا۔ سوال یہ ہوتا ہے کہ جو material آپ use کر رہے ہیں وہ material اور drill اور کیا وہ drill ہم کو low cost پر دیتے رہے ہیں یا drill کا بنا ہوا اسی cost پر دے رہے ہیں ؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ drill کے Tent بنتے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ شاید Pak Army میں ہی بنتے ہیں ۔ مگر چیز یہ ہے کہ کیا وہی standard adopt کیا جا رہا ہے جو پاک آرمی کا ہے یا سعودی عرب میں بھی وہ ٹینٹ جاتے ہیں' drillکے جاتے ہیں۔ capacity کا سوال ہو رہا ہے۔ ہم کہہ رہے ہیں کہ 70% tent جو ہیں وہ export کرتے ہیں تو کس قسم کے tent export کرتے ہیں ؟ drill کے کرتے ہیں ؟ یا دوسرے والے canvas کے کرتے ہیں ؟ ا گر آپ canvas کے کر رہے ہیں جو normally international standard پر گئے ہیں تو پھر آپ کی وہ capacity کہاں گئی ؟ پھر آپ drill پر کیوں shift کر گئے ؟ کہیں نہ کہیں بات درست نہیں ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت منسٹر صاحب سے جواب آنے دیجئے کہ وہ کیا اس بارے میں فرماتے ہیں پھر اگر اس پر further بڑھنا ہو گا تو اس میں سوالات کئے جائیں گے۔

جناب چیئرمین: سید ہدایت اللہ شاہ صاحب ۔

سینیٹر سید ہدایت اللہ شاہ: جناب چیئرمین! رضا ربانی صاحب نے خیموں کے بارے میں جو سوالات اٹھائے ہیں' میں ان سے مکمل اتفاق کرتا ہوں۔ میں صرف ایک سوال کرتا ہوں کہ حکومت نے خیموں اور ترپال کے بارے میں جو پالیسی جان بوجھ کر بنائی' جس سے مارکیٹ میں ان کی قیمتوں میں اضافہ ہوا ۔ تمام پاکستان میں ' لاہور ' فیصل آباد اور دیگر پرائیویٹ کمپنیوں پر پابندی لگا دی گئی ۔ حکومت نے agreement کیا کہ خود حکومت خریدے گی۔ حکومت کے جتنے بھی خیمے تھے وہ ناقص تھے ۔ ایک تو مارکیٹ میں اس کی قیمت بڑھ گئی۔ وہ خیمہ جو ہم اڑھائی ہزار میں لیتے تھے وہ ساڑھے سات ہزار اور چھ ہزار سات سو میں لیتے رہے ہیں۔ اب وزیر صاحب وضاحت فرمائیں کہ کیا انہوں نے یہ پالیسی اپنا کر ان مظلوم لوگوں ' چندہ مانگنے والی تنظیموں اور

فلاحی تنظیموں پر بوجھ نہیں جو فی سبیل اللہ کام کررہی تھیں ، مارکیٹ میں مہنگائی کرکے ایک بہت غلط پالیسی اپنائی گئی ، اس کی وضاحت کریں ؟

جناب چیئرمین ! دوسرا نکتہ یہ ہے کہ جو خیمے تقسیم کئے گئے ہیں ۔ ان میں پہلی ہی بارش اندر گئی اور لوگ محفوظ نہیں رہے اور لوگوں کا مطالبہ مزید ترپالوں اور sheets کا بڑھ گیا۔ وزیر صاحب اس پالیسی کی وضاحت کریں کہ عوام کو اس سے کیا فائدہ ہوا اور اس کا نتیجہ کیا نکلا ؟

جناب چیئرمین: مہیم خان بلوچ۔

سینیٹر مہیم خان بلوچ : جناب چیئرمین ! میں دوستوں کی باتوں کے ساتھ یہ بات بھی جاننا چاہتا ہوں کہ حکومت کی طرف سے کتنے خیمے آزادکشمیر اور پشتون سرحد کے علاقوں میں دیئے گئے ہیں؟ اور اس وقت جو دیئے گئے ہیں ان سے کتنے فیصد عوام مستفید ہوئے ہیں یا ہو رہے ہیں ؟

تیسری بات یہ ہے کہ جو خیمے دیئے گئے ہیں، آنے والی بارش، برف اور سردی سے بچاؤ کے لئے ان میں گنجائش موجود ہے یا نہیں؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: یہ section میں ہے، یہ کونسی بات کرتے ہیں۔

سینیٹر مہیم خان بلوچ: یہ demand ہے۔

Dr. Sher Afghan Khan Niazi: No. No, it is not demanded at all.

Mr. Chairman: No nomenclature, nomenclature

نہیں ہے تو جواب کیسے ملے گا۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: یہ پاکستان کی بات نہیں کرسکتے، سوال کیا کررہے ہیں۔

سینیٹر وسیم سجاد: میرا خیال ہے اس کو expunge کیا جائے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : اس کو expunge کریں ۔ No such thing like [xxx] and....

+ [(xxx) Words expunged by the orders of the Chairman.]

Mr. Chairman: No nomenclature used so that the answer can also come to. Cheema Sahib.

جناب مشتاق علی چیمہ : سب سے پہلے میں یہ 70% کے حوالے سے وضاحت کر دوں کہ میں نے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ tent بیسیوں قسم کے بنتے ہیں۔ خیمے without coating بھی بنتے ہیں، خیمے سادہ کپڑے سے بھی بنتے ہیں اور بیسیوں قسم کے کپڑوں سے خیمے بنتے ہیں۔ ٹینٹ بنانے یا 70% ہونے کا یہ مطلب قطعاً نہیں ہے کہ 70% ٹینٹ جو پاکستان دنیا کو supply کرتا ہے وہ سارے water proof tent ہوتے ہیں۔ پہلے تو اپنے ذہن میں یہ clear کر لیں کہ 70% supply جو کہ پاکستان سے ہے وہ water proof tents کی نہیں ہے، وہ double ply tents کی نہیں ہے۔ Single ply and double ply میں بہت زیادہ فرق ہے۔ Single ply کا مطلب ہے کہ کپڑے کی ایک layer ہے، اس کا ایک اور بھی ہوتا ہے، double stitch بھی ہوتا ہے، یہ single ہے لیکن ان دو کپڑوں کو آپس میں سلائی کر دیا جاتا ہے، وہ اور چیز ہے، double ply وہ ہے جس میں single کپڑے کی ایک layer ہوتی ہے، چاہے وہ کینوس کی ہو، ڈرل کی ہو، پاپلین کی ہو یا کسی پولی پاپلین کی coating کی ہو، وہ ایک layer ہوتی ہے اور پھر 6 انچ کے فاصلے پر دوسری layer ڈالی جاتی ہے۔ میرے دوست نے یہ بھی کہا ہے کہ جی یہ دوسری layer آپ نے اس لئے کی ہے کہ آپ کو یہ sure نہیں ہے کہ یہ water proof ہے کہ نہیں ہے۔ قطعاً ایسا نہیں ہے۔ safety measures لئے جاتے ہیں اور یہ اس لئے ہیں کہ اگر زیادہ طوفان، زیادہ برف باری یا زیادہ سردی آ جائے تو یہ اس کو protect کر سکے۔ جیسے کوئی بلڈنگ بنائی جاتی ہے تو اس میں بھی safety measure دیئے جاتے ہیں۔

ٹینٹ بہرحال کسی مکان کے برابر protection یا comfort نہیں دے سکتا۔ ٹینٹ کچھ عرصے کے لئے ہے، اس کی کیا ضرورت ہے اور اس سے کیا ضرورت پوری کرنی ہے۔ اس حوالے سے ٹینٹ ایک temporary arrangement ہے۔ اس وقت ہماری یہ ضرورت تھی کہ ٹینٹ water proof ہونا چاہیے کہ بارش ہو تو اس میں پانی نہ جائے، برف باری ہو تو پگھل کر پانی نہ جائے اور سردی نہ لگے۔ یہ جو double ply ٹینٹ ہے اس کا مقصد یہی نہیں ہے بلکہ جب

برف باری ہو گی تو وہ اوپر والے سے slip کر جائے اور وہ تھوڑا سا سردی کو بھی روکے گی' دونوں layers کے درمیان ایک vaccum بنتا ہے' ایک layer ہے کپڑے کی اور دوسری layer اس سے 6 انچ اوپر ہے تو وہ سردی کو بھی روکنے کا کام کرتی ہے۔ یہ اتنی کوالٹی نہیں بنتی ہے۔

میں اس floor پر کہہ رہا ہوں کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جی پاکستان میں اتنے لاکھ ٹینٹ مہینے میں کینوس کے بن سکتے ہیں' یہ میں آپ کو وثوق اور ذمہ داری کے ساتھ کہتا ہوں کہ اتنے ٹینٹ نہیں بن سکتے۔ میرا نہیں خیال کہ 50 ہزار بھی ممکن ہیں اور جبکہ order place کرنے اور supply کے time کے درمیان کوئی reasonable gap نہیں ہے۔ آج ہم بات کریں کہ جی ہمیں تین مہینے کے بعد کینوس کے اتنے ٹینٹ چاہییں تو شاید وہ arrange کئے جا سکتے ہیں لیکن اگر یہ کہا جائے کہ supply ہمیں ایک ہفتے کے بعد چاہیے تو یہ ممکن نہیں ہے کہ راتوں رات کوئی arrangement کر کے ٹینٹوں کی supply کی جائے یا کسی بھی چیز کی production کو بڑھایا جا سکے۔ ایک ہفتے کے notice پر ٹینٹ لینے کا مطلب ہے کہ جو existing arrangements ہیں اسی میں رہتے ہوئے' اپنے time frame میں ہم نے اس requirement کو پورا کرنا ہے۔

Time سب سے بڑا factor تھا' ہمارے پاس چھ مہینے ہوتے تو ہم بالکل 100% کینوس ہی کے بنا لیتے لیکن چونکہ time نہیں تھا' 80 ہزار آدمی ویسے ہی مر گئے تھے اور جو بچ گئے ہیں خدانخواستہ ہم نے ان کی زندگی کے ساتھ نہیں کھیلنا تھا' ہم نے ان کو protection دینی تھی۔ بات ہے comfort level کی کہ ہم ان کو کتنا زیادہ comfort دے سکتے ہیں یا کتنا زیادہ نہیں دے سکتے ہیں۔ ہمارا main مقصد یہ تھا کہ یہ جو سردیوں کا یا برف باری کا season ہے یا ایک سال کا عرصہ ہے for that time until جیسا کہ rehabilitation کے حوالے سے کام کر رہے ہیں کہ ان کے مکان fiber glass یا steel کے بنائے جائیں اور ان کو کہیں نہ کہیں settle کیا جا سکے۔ ہمارا target تھا کہ ایک سال تک کم از کم ان لوگوں کو کوئی چھت available ہو جائے تاکہ سخت موسم سے بچ سکیں، خصوصاً ان کی جانیں بچ سکیں۔ اس وجہ سے existing position میں پاکستان کینوس کے اتنے ٹینٹ کسی صورت میں نہیں بنا سکتا ہے۔ آپ جتنی مرضی

انفارمیشن ے لیں کہ پاکستان میں کینوس کتنی بنتی ہے اور کتنے ٹینٹ کینوس کے بنائے جاسکتے ہیں۔

جناب والا! inspection کی بات ہو رہی تھی - میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ جو صوبائی Industries Ministry ہے اس کے اپنے انسپکٹر ہیں۔ جو Army کی ہے ان کی inspection team کے بندے ساتھ ہیں اور باقاعدہ اس کی جو coating کی جاتی ہے اس کی باقاعدہ testing ہوتی ہے۔ ایک کیف میں پانی ڈال کر اس کو کتنے ہی گھنٹوں تک کپڑے کے اوپر رکھا جاتا ہے اور اس چیز کو check کیا جاتا ہے کہ کیا پانی کا drop اس کپڑے میں سے نیچے تو نہیں آگیا ہے ۔ اس کے باقاعدہ بہت سارے test ہیں۔ جو test لئے جا رہے ہیں' یہ تسلی رکھیں جب میں کہہ رہا ہوں کہ وہ properly coated ہیں تو وہ صحیح ہے کیونکہ اس کی inspection ہو رہی ہے۔ پھر بھی ہم نے اس کو inspection پر نہیں چھوڑا ہوا' جو producer ہے جو supplier ہے اس کو بھی کہا ہے کہ آپ نے دو stamps لگانی ہیں اپنے ٹینٹ کی مختلف جگہوں پر تاکہ بعد میں بھی اگر کوئی ٹینٹ خراب ہو تو یہ پتا چلے گا کہ یہ A company نے بنایا ہے یا B company نے بنایا ہے' اس کو liable ٹھہرایا ہوا ہے کہ کل کو اگر آپ کا ٹینٹ proper specification کا نہ ہوا proper coated نہ ہوا' proper waterproof نہ ہوا تو آپ کی جوابدہی ہونی ہے ۔ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ پاکستانی قوم میں اتنی غیر ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے چار پیسے بچانے کے لئے اس وقت quality میں کوئی گڑ بڑ کریں جب کہ انسپکشن موجود ہے اور future کی liability ان کے اوپر ڈالی گئی ہے ۔

Reedpick کی بات ہو رہی تھی یہ ٹیکسٹائل ہے اسی میں یہ ٹینٹ آتے ہیں' یہ ایک technical subject ہے ۔ ڈاکٹر صاحب محترم بھائی ہیں انہوں نے کہہ دیا کہ 98X98 کا drill ہوتا ہے۔ حالانکہ drill کے per square inch کے کوئی specific threads نہیں ہوتے۔ اس وقت بھی جو drill استعمال کی جا رہی ہے وہ کئی قسم کی ہے۔ اس میں ہم نے یہی condition لگائی ہے کہ وہ کس loom سے یعنی جو technically top standrad loom ہے' Airjet یا shuttleless ہے اس loom پر کپڑا بنتا ہے اس میں yarn ring spun use کیا جاتا ہے اور جو qualities main ویسے تو بہت ساری اور بھی ہوں گی لیکن یہ ایک بڑی

وسیع field ہے۔ اس میں مقصد پورا کرنے کے لئے مختلف طریقوں سے اس target کو پورا کیا جاتا ہے۔ یہ 7x7x68x38 بھی بن رہا ہے یعنی کہ 7,7 کا count ہے اور 68 دھاگے تانے میں ہیں 38 دھاگے بانے میں ہیں یہ ایک انچ کی میں بات کر رہا ہوں۔

دوسری کوالٹی جو استعمال ہو رہی ہے وہ ہے 16x12 ۔ سولہ نمبر کا تانا ہے اور بارہ نمبر بانا ہے اور 108 دھاگے ایک انچ warp میں یعنی تانے میں ہیں اور 58 بانے میں ہیں ۔ ایک اور جو main quality بنتی ہے ۔ بات یہ تھی کہ وہ کپڑا ہم نے استعمال کرنا تھا جو readily available ہو جائے اور ہمارا مقصد پورا کردے۔

تیسری ایک کوالٹی استعمال ہو رہی ہے جس میں دس نمبر کا تانا اور دس نمبر کا بانا استعمال ہوتا ہے اور وہ 74x44 ہے یعنی 74 تانے میں اور 44 بانے میں۔ یہ اتنی قسم کے کپڑے بنتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ وہ required specification پوری کرتا ہے کہ نہیں کرتا ہے۔ عوام تو بہت کچھ کہتی ہے، ابھی تک یقین کریں کہ وزیراعظم ہاؤس میں لوگ چلے جاتے ہیں کہ جناب! یہ چیز دیکھیں جی! ہم یہ بنا رہے ہیں، یہ اس سے بہتر بن سکتی ہے۔ Polypropylene propose ہوگئی ہے۔ آج بھی نمونہ میرے دفتر میں آیا تھا میرے ذہن میں نہیں رہا کہ میں لے کر آتا۔ وہ کہتے ہیں جی کہ polypropylene جو ہے وہ آپ کے اس کاٹن سے بہتر ہے ۔ یہ جو ہمارے ٹینٹ بن رہے ہیں 100% cotton کے بن رہے ہیں۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان مغرب کی آواز سنائی دی)

جناب مشتاق علی چیمہ : یہ جو double fly ہے اس کی وجہ میں نے already بتا دی ہے کہ وہ protection کے لیے ہے کہ اگر برفباری ہو رہی ہے تو وہ اوپر سے slip کر جائے اور کوئی تھوڑی بہت protection ہو ، اگر زیادہ بارش ہو تو لینٹر کی چھتیں بھی seepage کر جاتی ہیں یہ تو پھر tents ہیں ، بہر حال ایک safety measure ہے۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں باقی وضاحت آپ نماز کے بعد کرلیں۔ Item No.3

Senator Mushahid Hussain Sayed: Sir, with your permission, I just want to present the report under Rule 170 of the Rules of

Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, latest report of the Senate Foreign Relations Committee which is on relations between Pakistan and African countries.

یہ ہماری خارجہ امور کی کمیٹی کی ساتویں رپورٹ ہے۔

This is based on a briefing that we had organized of the Senate Foreign Relations Committee for African Ambassadors and I think we want to give a new dimension to our foreign policy, create more balance because there are 52 members of the African Union and this aspect has been largely ignored in our foreign policy. So, I take leave of the House to present this report and *'InshaAllah'* sir, soon we will be having the 8th report and I want to thank all the members, specially the honourable members of the Opposition who have cooperated in this report. And also I would like to say that my friend Dr. Abdullah Riar deserves full congratulations and full marks for doing a very good homework and I think it is a damn good job and this is the role of the parliamentarians here to present issues and I am glad that issues have come to the floor. Thank you.

Mr. Chairman: I think we are getting reports regularly and we compliment you and the Committee members.

Senator Mushahid Hussain Sayed: And Sir, it will be printed.

آج پرنٹ نہیں ہو سکی لیکن میں انشاء اللہ پرنٹ کرا لوں گا۔

Mr. Chairman: The report stands presented. Item No. 4. Syed

Dilawar Abbas.

Senator Syed Dilawar Abbas: Thank you Mr. Chairman. I beg to present under Rule 169 (1) of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, second report of the Committee for the period from January to June, 2005 to the House. For the information of the House on page 13 are the recommendations in which the Senators are interested, they can have a look on them. Thank you sir.

Mr. Chairman: Thank you. We will adjourn for the *Maghrib* prayers and reconvene again at 5:40. Thank you.

....

(The House was then adjourned for Maghrib prayers to meet again at 5:40)

....

(The House re-assembled after Maghrib prayers at 6.05 P.M.)

Mr. Chairman : Cheema sahib the floor is yours.

جناب مشتاق علی چیمہ: شکریہ جناب چیئرمین! ایک بات میں clear کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ساری بات drill پر ہو رہی ہے۔ یہ میں clear کرتا چلوں کہ جب contract کیا ہے تو اس میں تین قسم کے fabrics ہیں۔ جس میں دو قسم کی کینوس ہے۔ کہ 16 اونس per square meter کی کینوس ہوگی تو اس کا 6200 روپے کا ریٹ ہے۔ اگر کسی کے پاس کینوس اس سے بھاری ہے تو اس کو چار سو روپے زیادہ دیئے جائیں گے۔ وہ اس کا بھی بنا کر دے دیں۔ کیونکہ ہمیں ٹینٹ چاہیے ہمیں یہ مسئلہ نہیں کہ کتنے پیسوں کا آرہا ہے۔ ہمیں یہ مسئلہ ہے کہ جو affectees ہیں، جو بچ گئے ہیں یا جو بھی اس وقت زخمی ہیں یا ٹھیک ہیں ان کو ہمیں shelter دینا ہے۔ اس کو چار سو روپے زیادہ ملے گا۔ دو قسم کی کینوس declare کی ہے۔ تیسرا option

ہم نے drill کا رکھا ہوا ہے کہ اگر canvas available نہیں ہے' یا capacity اتنی نہیں ہے' تو پھر drill جو کہ ایک عام کوالٹی ہے جو کہ export میں یا لوکل استعمال میں آتی ہے تو پھر آپ drill بھی لے کر استعمال کر سکتے ہیں۔ یہ بھی بتاتا چلوں کہ drill کے پیسے لوگ زیادہ مانگ رہے تھے تو یہ ان کو compel کر کے یا ان کا جذبہ ابھار کر ان کو کہا کہ آپ ایک ہی ریٹ رہنے دیں اور drill use کر کے ٹینٹ بنائیں۔ سٹینڈرڈ کی بات ہو رہی تھی کہ low standard تھا اور اس میں revise چیزیں کیوں کی گئیں۔ پھر دوبارہ وہی بات آجاتی ہے کہ ہمارے پاس وقت نہیں تھا' وقت آج بھی نہیں ہے کیونکہ موسم اتنا سرد ہو رہا ہے اور ایک دو دفعہ برف باری بھی ہو چکی ہے اور ممکن ہے کہ اب کسی وقت دوبارہ بھی ہو اور آئندہ جو آنے والے دن ہیں اس میں برفباری زیادہ ہونی ہے کیونکہ اس کا موسم ہے۔ وہ چیزیں چھوٹی چھوٹی ہم نے amend کی تھیں لیکن یہ سارا compromise اس قسم کا تھا کہ جس سے اس کی water proofing پر کوئی compromise نہیں تھا۔ یہ نہیں کہ ایک ہی بارش کے ساتھ' ایک ہی برفباری کے ساتھ وہ ٹینٹ ختم ہو جائے۔ اسکی مثال دوں کہ جو ہتھوڑا ہوتا ہے جو کنٹریکٹ پہلے کیا تھا وہ 2 کلو کا ہم نے کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ بازار میں دو کلو کے نہیں مل رہے' دو پاؤنڈ کے مل رہے ہیں۔ ہم نے یہ سوچا کہ اس سے کیلیں ٹھونکی جا سکتی ہیں وہ تو پتھر سے بھی دبائی جا سکتی ہیں اگر دو کلو کی بجائے دو پاؤنڈ کا ہوگا تو اس سے ہمارا مقصد حل ہو جائے گا۔ نیچے بچھانے کے لئے پولی تھین تھی تو مارکیٹ میں جو پولی تھین جس وزن کی بن رہی تھی وہ اس سے تھوڑی سی کم وزن کی تھی تو بھی ہم نے compromise کیا کہ اب یہ نہیں کہ ٹینٹ بن جائیں اور نیچے بچھانے والی پولی تھین نہیں ہے اور اس کی وجہ سے ٹینٹ رک جائے۔ یہ چھوٹے چھوٹے compromise ہم نے کئے ہیں جن سے اصل مقصد ہمارا پورا ہوتا تھا لیکن چھوٹی چھوٹی چیزوں کو ہم نے آگے پیچھے کیا تھا اور وہ پڑھے لکھے standard جن کو عام طور پر adopt کیا جاتا ہے اس پر ہم نے compromise کیا تھا کیونکہ ہمارے پاس وقت نہیں تھا۔ ہم نے لوگوں کی جانیں بچانی تھیں' earthquake کوئی ایسی چیز نہیں تھی جو ہمیں پہلے بتا کر آئی تھی کہ جناب زلزلہ اس وقت پر آنا ہے۔ یہ standard اس وقت ہوتے ہیں جب پتا ہو کہ فلاں وقت پر ہماری یہ ضرورت ہے اور اتنی ضرورت ہے۔ یہ آفت تو اچانک آئی اور ہمارے پاس وقت نہیں تھا۔

قیمت کی بات ہو رہی تھی کہ price کو monopolise کر کے قیمت جس طریقے سے بڑھ رہی تھی کیونکہ ہر کوئی پاکستانی ہونے کی حیثیت سے یا این جی اوز یا foreign countries تھے وہ commitment کرتے تھے تو demand بہت جگہوں سے آ رہی تھی۔ جب ایک کی جگہ دس لوگ ڈیمانڈ کریں گے تو لازمی بات ہے کہ قیمت اور بڑھ جانی تھی۔ اگر ہم اس کو نہ روکتے تو یہ قیمت 6200 کی بجائے پتا نہیں کیا ہو جاتی۔ اس کو centralise کرنے سے قیمت کنٹرول ہوئی ہے۔ اس کے بعد قیمت نہیں بڑھی۔ جو پہلے پچیس سو، تین ہزار کا ٹینٹ تھا وہ پانچ چھ ہزار پر تو چلا گیا لیکن جو قیمت ہم نے طے کی تھی وہ اس وقت کے حساب سے کی تھی کہ آج کیا قیمت ہے۔ اگر گورنمنٹ اس کو کنٹرول نہ کرتی تو قیمتیں اور زیادہ بڑھ جانی تھیں چونکہ بہت زیادہ لوگوں نے demand کرنی تھی۔

آرمی کے حوالے سے بھی تھوڑی بہت بات ہوئی تھی کہ آرمی کے پاس کتنے ٹینٹ ہیں۔ اسوقت جتنی بھی آرمی وہاں پر deploy ہے وہ لوگ بھی ٹینٹوں میں رہ رہے ہیں اور آرمی کے پاس جو ٹینٹ تھے وہ maximum انہوں نے نکال کر استعمال کئے ہیں۔ قیمت بھی میں نے بتا دی ہے کہ یہ drill جو ہے وہ مہنگی ہے کینوس سے جو normally استعمال ہوتا ہے۔ بس جی مختصر یہی ہے کہ جتنی کینوس بنتی ہے چونکہ وہ کہیں اور نہ کینوس بھیج سکتے ہیں نہ export کر سکتے ہیں تو اس کے ٹینٹ ہی بن رہے ہیں اور جتنی capacity کینوس کی ہے وہ کینوس کی آ رہی ہے اور جتنی باقی ہے وہ drill کے ٹینٹ بن کے آ رہے ہیں۔ بہت مہربانی، بہت شکریہ۔ اگر کوئی اور question ہو تو میں حاضر ہوں۔

جناب چیئرمین: جی رضا صاحب۔

Senator Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman, it is very unfortunate that the honourable Minister has skilled around all the questions that were put to him and he has not answered a single question that was raised either by Senator Riar or the queries that were raised by Senator Ahmed Ali, all the seven questions that were put to him

by myself and I would go further to say that I put him another very straight question and that question is that what AQL standards are? Are they bring followed? Obviously they are probably following no standards at all because when I asked for what are the new specifications? All he said was

کہ جی ان چیزوں کو چھوٹا کردیا ہے' ان چیزوں کو بڑا کر دیا ہے اور کچھ چیزوں پرہمیں compromise کرنا پڑا ہے۔ میرے بڑے specific questions تھے کہ standard سے ہٹنے کی بات' standards کے procedures کو change کرنے کی بات' کس authority نے آپ کو permission دی' کیسے آپ نے کیا' I will not repeat my questions. تین باتیں بڑی کھل کر یہاں پر سامنے آئی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ وزیر صاحب کی اپنی statement سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ standards compromise ہوئے ہیں۔ اس کی کیا وجہ تھی' ہم اس کی وجہ میں نہیں جا رہے ہیں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ standards compromise ہوئے ہیں اور اس کے نتیجے میں اگر وہاں پر tent فوری طور پر لوگوں کو مہیا ہوجاتے ہیں اور چار دنوں کے بعد وہ "چونے" لگتے ہیں تو کوئی بات نہیں ہے' ہم نے tent مہیا کرنے ہیں لوگوں کو' "چوئیں" یا نہ "چوئیں" that is not our problem لہذا یہ justification دیتی کہ جی وہاں پر ہم نے فوری طور پر دینے تھے لہذا we will compromise on standards is something whichis not acceptable and that is a fact which has been admitted by the Minister.

The other thing is that he has also admitted that the black market price of tents that had been artificially raised during this period, he has admitted that the Government of Pakistan has played the role of regularizing that black market price. Original price یہ تھی اور انہوں نے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ Tent Association والے ایسے پاکستانی نہیں ہیں کہ اس سے فائدہ اٹھائیں تو جناب! جہاں پر بہت سی heroic مثالیں عام لوگوں کی ہیں وہاں پر یہ بھی مثالیں ہیں کہ کفن کا کپڑا جو 150 روپے کا تھا وہ تین

سو میں مہیا ہو رہا تھا۔ یہ بھی بات انہوں نے admit کر لی کہ جی black market price کو حکومت نے regularize کر لیا اور prima facie یہ بات بالکل کھل کر سامنے آ رہی ہے کہ this is essentially business which this

Government has it's heart set on corporate business wanting to swallow up the cottage industry. I am sorry to say but it has also been reported in the Press that the Minister has a pecuniary interest in this. So I think that *prima facie* by the statement of the Minister himself, even if we forget all the other things, by the statement of the Minister himself that he has made twice, there is a *prima facie* case which is made out for further investigation and that further investigation can be carried out only when the evidence is laid and when the matter has gone into depth and therefore, I would request you, on behalf of the entire Opposition, that this matter of the tents, the chang in specifications, who allowed that change? How did it come about the pricing question? What standareds are being followed? Why compromise had to be made and so many other things? To, answer all of these, it would be appropriate that this matter be referred to the Finance Committee so that it can go into this matter and then it can present its report to the House.

Mr. Chairman: Wasim sahib, referring the matter to the Finance Committee......

سینیٹر وسیم سجاد: جناب چیئرمین! کوئی مسئلہ بھی ہو تو وہ کہتے ہیں کہ کمیٹی کو ریفر کر دیں۔

The Committee itself is competent. If they feel that certain matter

within the jurisdiction requires their interference they can call for it but asking every time you to send it after such a long debate where each and every aspect of the matter has been thrashed out threadbare. The Minister has replied to questions, the honourable Leader of the Opposition made certain comments, Mr. Abdullah Riar made a very good speech, brought out the technical matters, I think we must understand sir, that at this point of time when we are facing a huge emergency, sticking to these little things

کہ جی آپ نے ایسا کر دیا، قیمت ایسے کر دی۔

Sir, it is a national catastrophe that we are facing and when we face a national catastrophe then one has to do things which one not ordinarily do. Normally one not do these things but when you are facing catastrophe, when you require millions of tents and the country is not in a position to produce exactly what you require then you do, you think, what is said outside the box and come out with new solutions. So raising doubts about every thing, I was hurt by one of the members saying that there is a pecuniary interest involved. I think we should avoid these things, making personal allegations without any basis just to make an issue out of a matter. I think, sir, we should avoid this. He is responsible quoting the Press and not make accusations. The matter has been discussed at a very high level and I think you must compliment the honourable members for such a good debate on a serious issue but then to say that there is some pecuniary interest involved, I think, sir, there is no need to refer it to any committee. The matter has been discussed and if the Committee feels that

they want to investigate into the matter they have all the authority or right to do it and you do not have to send it to them.

Senator Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman, I am sorry to have heard these remarks of the honourable Leader of the House. What is the Senate therefore? No. 1. The Senate is there to take up national issues to ensure transparency in Government business. That is No.1.

No. 2. The question is that yes, this is an emergency but does the emergency give you a blank cheque to go and make a corporate killing? Does the emergency give you a blank cheque that go and favour a particular group of big business? Does the emergency give you a blank cheque that compromise on standards? Does the emergency give you a cheque to squander away international donor aid that is coming? Does the emergency give you a cheque to go ahead and squander away the money that has been contributed by poor, innocent Pakitanis to the President's Relief Fund? Most certainly not and I will go on to repeat that by the statement of the Minister himself, where is sufficient ground that the required standards of transparency have not been met and therefore, what are committees there for? Committees are there to go into these questions and therefore, the matter I would insist, sir, that the matter be referred to the Standing Committee on Finance...... So, that the Standing Committee on Finance can go into this matter. If the hands of the Government are clean, they should be only too happy that the matter is referred to the Standing Committee because when the Standing Committee exonerates

them, that report can be flouted in the face of the Opposition and we could be told that we were raising frivolous issues but it is only when you want to cover up, it is only when you want to sidetrack that you say that there is no need and let the Committee take *suo-moto* notice of the matter. The matter has been raised on the floor of the House. The Senate is seized with this matter and it should not be

نشتند، گفتند اور برخاستند۔

Had the Minister given a satisfactory reply? And I am sure that the Members on the other side, they may be bound by party discipline but I am sure that the Members on the other side are not satisfied with the shoddy replies that have come. Therefore, I would beseach you, I would request you as the custodian of this House to refer this matter to the Standing Committee on Finance.

جناب چیئرمین: پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: شکریہ بہت بہت۔ میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ہر مسئلہ جو سینیٹ میں اٹھتا ہے اس کو ہم کمیٹی میں نہیں بھیجا کرتے۔ یہ ہماری روایت ہے۔ ہم اس پر debate نہیں کرنا چاہتے لیکن کچھ مسائل ایسے ہیں کہ اگر ان کے اندر unanswered questions ہوں یا further investigation, evidence کی ضرورت ہو تو وہ یہاں نہیں ہو سکتا وہ صرف کمیٹی کے اندر ہی ممکن ہے، اس لیے میں درخواست کروں گا کہ یہ مسئلہ کم از کم ایسا ہے اس میں دونوں چیزیں unanswered questions بھی ہیں اور اس سے زیادہ چند چیزیں ایسی ہیں جن میں مزید investigation کی ضرورت ہے جن میں evidence چاہیئے ہو گی جن میں کمیٹی call کرے گی tent makers کو بھی اور ان لوگوں کو بھی جنہیں اس چیز کے اوپر اعتراض ہے اور وہ یہ بھی assert کرے گی کہ اس changed criterion پر

جو tents آئے ہیں، بارش کو کہاں تک possibly sustain کر سکتے ہیں۔ یہ کام ہاؤس نہیں کر سکتا ہے بلکہ کمیٹی ہی کر سکتی ہے۔ یہ ایک genuine case ہے اور میں آپ سے درخواست کروں گا اور آپ کے توسط سے لیڈر آف دی ہاؤس اور حکومتی پارٹی سے that in the best interest of transparency ہمیں اس issue کو لازماً فنانس کمیٹی کو دینا چاہیے اور فنانس کمیٹی بھی اس کو اہمیت دے اور جتنی جلد اس پر meeting کرکے discuss کر سکیں وہ بہتر ہوگا۔ اس سے ملک میں بھی اعتماد بحال ہوگا اور foreign donor کا بھی۔ اس پہلو سے میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس پر ضرور غور کریں گے۔ شکریہ۔

Mr. Muhammad Nasir Khan (Federal Minister for Health): Mr. Chairman, I just wanted to say from the health point of view that this was such a huge calamity and everybody said that this was even bigger than the Tsunami and the biggest thing is from the health point of view, another aspect today is to look at the News, the temperatures are reaching zero and minus in Kaghan Valley and also other parts of the Kashmir. It was imperative to make a quick decision and that is why we all said that there should be a Parliamentary Committee that what the Prime Minister said and Mushahid Hussain yesterday in his Television interview said exactly, just we would like to be a parliamentary committee to overlook the finances, that are coming in the President Relief Fund. We are saying this from the day one and also the accountability of every penny that is being spent. The President and the Prime Minister has said categorically that this money has to be looked after. That is why we are saying that everybody should be there, and saying that there is cover, Mr. Chairman, the honourable Senatror, we have great regard for him and I

just want to say there is no question of any cover. This is not even in the minds of our people, is not in the mind of the Government. At this particular time we are trying to save the people. They are our children, they are our brothers. At this particular time there is not even one percent we ever think of covering up. All time to manipulate the prices by fixing prices or a croporate take over. There is a crisis in the world, we can not get tents anywhere in the world. So, I think that the decisions were made in good sense that we wanted to make it absolutely clear that the time was, as for the health point of view, I just say that this was imperative, critical and extremely important to make a decision at that particular time. We are even late now. The Helicopters have stopped flying because the weather has gone bad and we are exposing our nation, specially our brothers and sisters in Kashmir, Northern Area and NWFP to the crisis of the weather and here we would like to see that instead of going on this, we would be working together and honestly. I feel that it is not important matter in the sense that there is no question of any financial or other imbalance to look into it from that point of view sir.

Mr. Chairman: Let us first hear the Minister and then I come to you.

جناب وصی ظفر (وفاقی وزیر قانون): وزیر صاحب نے فرمایا ہے اور وہ اب ریکارڈ پر ہے کہ یہ ایسی بات نہیں ہے کہ بات کو اس طرح سے distort کرکے سمجھا جائے یا پیش کیا جائے۔ Canvas کے tents لینے پر پابندی نہیں ہے اور نہ ان کے بنانے پر پابندی ہے۔ Canvas کا tent hand made کھڈیوں سے اور rug سے بنتا ہے اور وہ سستا ہوتا ہے

اور وہ admittedly کم مضبوط ہوتا ہے اور اگر chemical treatment کر دیا جائے تو یہ tent زیادہ بہتر ہے normal حالات میں' اس کو ایسا اس لئے بنایا جاتا ہے کہ یہ مہنگا پڑتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہر بات میں point score کرنا یا اس کو ایک issue بنانا یا یہ ایک ایسی attempt کرنا کہ دنیا کے آگے ایک ایسی picture آ جائے یا foriegn aid ختم ہو جائے اور گورنمنٹ کو کوئی اچھی achievement نہ ہو جائے' اس طرح کی ضدبازی ایسے حالات میں نا مناسب ہے۔ یہ job بالکل transparent ہے ۔ یہ کام کوئی منسٹر صاحب نے نہیں خرید لیا ہے۔ یہ ایک action ہے through that Ministry. یہ provincial governments سے لے رہی ہیں ۔ Approval provincial governments اور Federal Government اور دیگر اداروں نے ملکر دی ہے اور specification تیار کی ہے۔ ان کی یہ guarantee ہے کہ وہ نہیں" چوئیں" گے۔ یہ لفظ انہوں نے استعمال کیا ہے those will not leak. یہ floor پر guarantee ہے۔ ان کی specification اسی طرح ہی نہیں کر دی ہے بلکہ اس طرح کی ہے کہ کام بھی ہو اور جلدی بھی بنیں۔ اس کا یہ مدعا ہے اور یہی منشا ہے اور یہی ہونا چاہیے اور قیمت بھی مناسب رہے۔ یہ double layer کے ہیں اور ان پر برفباری ہو جائے یا پانچ دن تک بارش بھی ہو جائے تو وہ leak نہیں کریں گے اور ان کی specification بالکل perfect ہے۔ ان کی price بالکل perfect ہے اور ان کی purchase کا طریقہ بالکل transparent ہے۔جب ہمارے بھائیوں کو offer کیا جاتاہے کہ آئیں، تشریف لائیں' اور parliamentary committee کا حصہ بنیں اور یہ چیزیں watch کریں تو وہاں سے back out political طریقے سے کرتے ہیں اور اس طرح سے ناجائز attack اس بات کو مد نظر رکھ کر کرتے ہیں کہ کوئی credit گورنمنٹ achieve نہ کر جائے۔ میں کہتا ہوں کہ گورنمنٹ کچھ achieve نہیں کر رہی ہے بلکہ عوام کی خدمت کر رہی ہے' لوگوں کی خدمت کر رہی ہے اور اپنا فرض سمجھ کر کر رہی ہے اور انشاء اللہ کرتی رہے گی۔ Everything is transparent اور جیسے کہ Leader of the House نے فرمایا ہے کہ اگر کچھ مسائل ہیں تو یہ کمیٹی خود دیکھ لے گی۔ اب یہ ساری discussion کمیٹی کے سامنے آ گئی ہے۔ یہ کہنا کہ ہر بات کمیٹی میں جائے' اس طرح کی باتیں رکاوٹیں ڈالنے والی باتیں ہیں اور non issues کو issues بنانے والی

کوشش ہے۔ اس لئے میں اسے committee کو refer کرنے کو بھی oppose کروں گا اور ریکارڈ کی درستگی کے لئے کہوں گا کہ this is the statement from the Government in the House that everything is being done transparently, very very transparently and everything is as per specifications.

جناب چیئرمین: عبداللہ ریاڑ صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبداللہ ریاڑ: شکریہ جناب چیئرمین! جناب والا! کافی بات ہو چکی ہے۔

and I have heard the defence of the Law Minister and the honourable Health Minister on the same point. I do remeber distinctly, I was sitting in the Gallery of the National Assembly when the honourable Health Minister made a very categorical passionate statement, the way he just did in response to the point made by one of the Opposition Members in the National Assembly that the criticial need of the hours is Helicopters, Helicopters and Helicopters in the first 48 to 72 hours of the earthquake. And honourable Minister rose, who is very nice, dear friend and I have a lot of regard for him and he made a very passionate, powerful statement. No sir, I disagree with you. Helicopters are not the one way to reach out to these areas. It is the clearing of the road, it is surface access.

Helicopter سے ہو ہی نہیں سکتا۔

And sir, we all witness that in the last month and a half, the outcry and the loud cry and the relief which was dropped and till to date there may be areas which have not been reached through road surface, even the road surface was cleared by lifting the huge Helicopters which move the bulldozers and change them move to the location to remove the landslide.

تو ہمیں اتنی off the cuff from the wing, statement نہیں دینی چاہئیے۔ میری گزارش ہے کہ اگر اتنا اچھا موقف ہے اور ہمارے وزراء صاحبان نے اس point کو defend کرنے کی بہت practice کی تو میری یہ submission ہے کہ کمیٹی کو refer کرنے سے نہ تو procurement, نہ ہی چیف سیکریٹری صاحبان کی خریداری میں کوئی رکاوٹ آرہی ہے۔ اگر کہتے ہیں تو ایک مہینے کے لیے اس عملے کو بھی نہیں بلایا جائے گا جو ان ٹینٹوں کی manufacturing factories میں بیٹھا ہوا ہے۔ جو کام ہو رہا ہے اس میں تو کوئی رکاوٹ نہیں ہو رہی۔

There is no deflection, it is just an exercise and legitimate right of the House to establish transparency, number one, and to make sure, have the decision been in compliance with the standards of DGDP of Pakistan Army, which is the largest procurer of tents. Weather withstanding the water proofing of the tents that is not the case, honourable Minister has failed to come up with the satisfactory answer on that account or on the American standards which are internationally AQL standards, which are adopted for the weather proofing and water proofing.

ہو سکتا ہے سائنس ترقی کر گئی ہو، ہوسکتا ہے manufacturing association, textile industry میں اتنے wise kids بیٹھے ہوں، جنہوں نےایک نئی specification create کی ہے تو ہمیں اس کا علم حاصل کرنے میں یہ کیوں رکاوٹ ڈال رہے ہیں کہ Finance Committee کو یہ refer نہ ہو and moreover جو ٹینٹ ڈھائی ہزار میں بکتا تھا، ٹھیک ہے بڑی مجبوری ہے، بڑا مشکل وقت ہے، میں منسٹر صاحبان کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ حکومت جو کچھ کر رہی ہے ہم اس کے بڑےشکر گزار ہیں، ہم ان کے ساتھ ہیں، ہم بھی ان کے ساتھ ہیں، ہم بھی اس effort کا حصہ ہیں، ہمارا دل بھی اسی درد سے دھڑکتا ہے، ہمیں بھی وہی تکلیف ہے، میں یہاں پر ان تینوں منسٹر صاحبان کو کہتا ہوں جنہوں نے argue کیا ہے کہ سب شفاف اور transparent ہے کہ اگر دو مہینے کے بعد ٹینٹ leak ہوا' اگر دو مہینے کے بعد چکوٹھی، مظفرآباد

اور بالاکوٹ میں وہ ٹینٹ ہمارے منہ پر مارے گئے تو پھر ان منسٹروں کو اپنے استعفوں کے ساتھ عوام کے سامنے جانا چاہیئے اور اس process کی accountability اور کہاں ہو گی جناب! سینیٹ کی Finance Committee, کے پاس ہے' honourable Members اس میں ہیں' کوئی رخنہ نہیں پڑے گا۔ اس میں کیا قباحت ہے' ادھر آئے دن آپ matters Committees کو refer کرتے ہیں' this is a critical matter, I am not satisfied, this side of isle is not satisfied or many friends on that side of isle are not satisfied. You must take a cognizance of this and must refer this matter to the Senate Finance Committe.

سینیٹر وسیم سجاد: جناب والا! بات یہ ہے کہ یہ جو ایک دم اٹھ کر کہتے ہیں کہ کمیٹی کو refer کریں۔ اس کا کوئی باقاعدہ procedure ہوتا ہے' کوئی notice دیا جاتا ہے۔ ہاں جب consent ہو تو پھر اعتراض نہیں ہوتا لیکن اگر کوئی اس طرح اٹھ کر ایسے ہی یہ کہہ دے تو یہ کسی rule میں نہیں ہے۔ دنیا جہان کی Parliaments ہوتی ہیں' ایسے ہی کمیٹی میں بھیج دیں۔ اگر کمیٹی میں بھیجنا چاہتے ہیں تو باقاعدہ motion move کریں' اس پر پھر بحث ہو جائے گی اور فیصلہ ہو جائے گا لیکن by consent جو normally ہم کرتے ہیں اس کے لیے۔ Normally ہم نہ کرتے لیکن معاملہ ایسا ہے کہ یہ معاملہ اس وقت لوگوں کی جانیں بچانے کا ہے۔ یہ معاملہ ایسا نہیں ہے' اگر یہ مسئلہ نہ ہوتا' tents اگر وافر مقدار میں پاکستان میں available ہوتے یا باہر سے مل جاتے تو یہ ساری چیزیں ہوتی ہی نہیں۔ قیمتیں بھی نہ بڑھتیں۔ تو یہ emergency میں کیا گیا ہے it will send a wrong message, that is why we are opposing it and if they want to have a matter referred to the Committee, let them move a proper motion and let it be debated. ایسے تو نہیں ہو سکتا۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! بڑی حیرت کی بات ہے کہ Leader of the House یہ فرما رہے ہیں کہ کیونکہ جانیں بچانے کی بات ہے اور یہ matter Committee کو refer ہو جائے گا تو شاید جانیں نہیں بچیں گی۔ آپ یہاں پر کوئی Stay Order تو issue نہیں

کر رہے۔ شاید honourable Leader of the House یہ سوچ رہے ہیں کہ ہم Supreme Court میں کھڑے ہیں اور میں یا اپوزیشن آپ سے یہ استدعا کر رہی ہے کہ آپ Stay Order issue کر دیں۔ ہم آپ سے Stay Order کی درخواست ہی نہیں کر رہے۔ ہم تو آپ سے صرف یہ درخواست کر رہے ہیں کہ اس کو admit کر لیں کیونکہ prima facie یہ بات منسٹر کی اپنی statement سے ثابت ہو گئی ہے کہ اس میں further investigation کی ضرورت ہے۔ ایک بات۔

دوسری بات یہ کہ جتنا desperately Ministers and Leader of the House اس بات کو oppose کر رہے ہیں اس سے House کے اندر اور House کے باہر بھی یہ شک و شبہات مزید اٹھ رہے ہیں کہ اگر یہ اتنا ہی transparent ہے اور جو وزراء اٹھے ہیں میں ان کی statements کو بالکل چیلنج نہیں کرتا، میں کہتا ہوں ان کی statements بالکل درست ہیں، سب کچھ صاف اور شفاف طریقے سے ہو رہا ہے، سب کچھ above the board ہے لیکن میں آپ سے صرف اتنی بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب یہ تمام چیزیں صاف و شفاف ہیں اور جب تمام rules comply with ہوئے ہیں تو پھر اس میں کونسی ایسی مشکل آ رہی ہے کہ اگر ہاؤس کی کمیٹی اس کو دیکھ لے۔ ان کی بات further endorse ہو جائے گی۔ ایسے دس آدمی ان کی بات مانیں گے، دو آدمی ہو سکتا ہے کہیں کہ اپوزیشن جو بات کر رہی تھی ہو سکتا ہے دال کے اندر کچھ کالا ہو۔ اس طرح تو وہ دس کے دس کہیں گے کہ بھئی ان کی بات درست تھی اپوزیشن نے تو ایک frivolous matter اٹھا لیا۔ اور جناب! مجھے تو یہ سمجھ میں نہیں آتا ۱۲ اکتوبر کے بعد چاہے وہ ملٹری کی حکومت تھی، چاہے یہ quasi military حکومت ہے، ان کا جو basic plank رہا ہے وہ transparency کا plank رہا ہے ۔ انہوں نے تو یہ ہمیشہ کہا ہے کہ جی transparency ہونی چاہیے۔ جنرل مشرف نے اپنی تقریر کے اندر کہا جس کو آج دن تک follow نہیں کیا گیا کہ جو President's Relief Fund ہیں، ہر ایک ہفتے کے بعد نو بجے کی خبروں کے اندر اس کے بارے میں بتایا جائے گا ۔ لیکن میرا خیال ہے کتنے ہی مہینے گزر گئے کسی خبرنامے میں اس فنڈ کے بارے میں نہیں آیا کہ کتنی رقم اس کے اندر ہے ۔ کل کو donors نے ان کو کہا کہ اے جی پی آر سے آپ فنڈز کی accounting کرائیں ۔ Donors نے ان کو کہا کہ آپ

میں اخبارات کے آج جو کہا کو donors نے انہوں تو ۔کراؤ Parliamentary scrutiny رپورٹ ہوا ہے، انہوں نے کہا جی آپ اپنے آڈیٹرز کو appoint کر دیں۔ وہ آکر transparency چیک کریں۔ تو اگر یہ بات ہے کہ پارلیمنٹ کی کمیٹی اس کو دیکھنا چاہتی ہے، وہ اس سے satisfy ہونا چاہتی ہے تو کونسا ایسا problem ہے؟ اگر international donors کے پسند کئے ہوئے select کئے ہوئے، auditors ملک کے اکاؤنٹس کو آڈٹ کرسکتے ہیں۔ یہاں پر سینیٹ کی اپنی کمیٹی گورنمنٹ کے ایک transaction کو audit نہیں کرسکتی تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم سے بہتر "چٹی" چمڑی ہوئی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آج بھی چٹی چمڑی پاکستان کے اوپر حکمران ہے۔ تو the blackman of the Asia or thePakistani has no right to look at his accounts, has no right to see what is transparent.

What double standard are we following Mr. Chairman, and Please don't become a party to this.

Mr. Chairman: I think he has said that the procedure for referring is different that has to be followed.

قاضی صاحب کو سن لیں۔

Senator Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf: Sir, Emergency situations require emergency measures. You can not handle emergencies with normal measures. This is an accepted fact. We faced a calamity and disaster of the magnitude that we all know. In this, what was more important was saving lives and if for saving lives the standards were made different, so long as they meet the criterion of giving protection to people against rain and snow, I think this should be accepted because everybody did everything that they could to save lives and in good faith.

Unfortunately, lot of allegations have been made without any

substantive reasons and without any real knowledge. Sir, first of all let me clarify that even army uses cloth tents treated for weather and they have had never any problem. They have been serving in Azad Kashmir and other areas. They are not canvas tents. May be canvas tents are exported because they may be the requirement of the foreign countries but we are using them in our country. I do not know the specifications of that cloth. I don't know whether it is drill or whatever it is but it is definitely not canvas. It is rolled up, it is treated and it is double layer. Exactly as the Minister pointed out because once the top layer gets affected, the bottom layer remains dry and therefore, there is insolation of an air gap also in between and those tents except for places like Siachin for which we have had to import foreign material from Canada and other extremely cold places, remaining Azad Kashmir and rest of the Pakistan uses the tents of the same nomenclature of 80 pounded and 40 pounded. I don't know whether the specifications ordered by Minister Sahib or any other different to those. I cannot answer that but let me, at the same time, clarify that, as far as, transparency is concerned, when have we ever said that there should be no parliamentary scrutiny? Sir, the Prime Minister had offered that all the leaders of the different parties should get together and become a overall supervisory body. It has not been responded to. Parliamentary scrutiny has been asked by the government, in to the expenditure of the rehabilitation agency. That has not been responded to. If transparency was not our aim these offeres would not have been made. I don't know from where this is coming that the audit is not acceptable to

us of our own agencies. Sir, our Auditor General is quite capable of auditing and if that is the requirement, there is no problem with the Government, Government will be most happy to have the audit by our own Auditor General, I think they should do it. If the donors demand that our money should be audited from out side agencies that is their demand, not Pakistan's Government assertion. Let me clarify that point.

At the same time sir, I would like to clarify another aspect that there were certain things that was said regarding the response and I would like to cover that also right here. It was said that the division from Rawalpindi, division from Nowshera, there are no divisions.......

(Interruption)

Senator Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf: Yes, but I just want to make a point that the nearest troop were moved.

(Interruption)

Senator Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf: O.k that's all right, I will not make the point regarding Army but this was misinformed and I want to clarify that.

(Interruption)

جناب چیئرمین: تشریف رکھیئے۔

Senator Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf: Fine, I will do that, but as far as this issue is concerned, I think causing aspersions on intentions of anybody, without any proof. I think sir, that is very unfair because people are working day and night to provide relief to the affected

areas and this discourages them. I think, we should not discourage those, who are putting in there day and night in what is happened.

Mr. Chairman: Mr. Raza Rabbani.

Senator Mian Raza Rabbani: I concede straight away that General sahib is the repository of all information and knowledge, and that all of us are ignorant and still have to learn the ropes, I cancede that straight away. But taking up on what General sahib has said, there were two issues that he has raised. The first issue was the question of standards, all right. I said that at the very beginning let the Minister stand up and say that what AQL standards he following, they are following no standards, whatsoever, that is the biggest problem. Number two the question is that the honourable Minister or General sahib has said that they are for Parliamentary scrutiny and the Prime Minister has given the offer of a Parliamentary Committee. Then all right, if on such a big level, you are making these gestures, if on such a big level you want everything to be transparent then why on this trivial, little issue? Are you resisting tooth and nail on the fact that the Parliament or the Committee of the Senate should go into this matter? Both the things are contradictory, its either one or the other, you can't have your cake and eat it too, you can't say on the one hand that we are for Parliamentary transparency and on the other hand when a genuine move is made to refer a matter to a Standing Committee. you turn arround and you say "No".

Mr. Chairman: Mr. Nasir Ahmed Khan:

Mr Nasir Ahmed Khan: Mr. Chairman, the honourable Senator Mr. Raza, is a very good friend of mine and he has just said something that I have said in National Assembly and I standby. I said exactly, I don't say he is wrong but I said in the National Assembly also that the most of baggage and most of the load can only be transported efficiently by roads. Helicopter just cannot take the place of transportation by road. I standby even today and this is what I said in the National Assembly and if he says passionately, I must I have said it very passionately.

لیکن جتنا سامان ٹرکوں میں جا سکتا ہے، ہیلی کاپٹر میں کبھی بھی نہیں جا سکتا۔

But we needed the helicopters then we even need now for some very remote areas where there are no roads and the helicopters have their own use. If helicopters were the most efficient transportation, there would need no roads, no more trucks. So, this is the point that I made and I made it even now and I standby that thing and I also say that basically when we say what transparency is, the honourable member Raza Rabbani Sahib, we would love him to scrutinize everything and that is why we are saying that he should be in the Parliament Committee. The Parliament Committee should look at every penny the nation wants to spend, and that is exactly our argument if that is the case, I for one would love to ask Raza Rabbani Sahib to look at my account, what I have spent because that is what the Assembly and the Senate is for and that is what we are saying and that is exactly what the Prime Minister is saying. We would love him to build, be

there and monitor every penny and that would be the job that the honourable Senator would do to the people of this country and as honourable Senator Riyar Sahib said that I was practically defending, I am not defending the Minister, honestly I am not defending, we are just defending overselves that we are accountable to the people and every penny that we spend, we must have account for it. Whatever we are spending is in good faith. Hence we would like even the honourable Riyar Sahib to check our accounts. Please join the Committee and the Parliament Committee that is of both the National Assembly and the Senate and things should be very clear. So, I would request the honourable Senators and all the members of the Opposition that they must be part of the thing, they must look at the President Relief Fund. That they must look at what we are spending here like this thing would be much easier, both for the Nation and for the people of this country.

جناب چیئرمین: جی لیاقت صاحب۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: شکریہ جناب چیئرمین! آپ نے مجھے وقت دیا ۔ بات بالکل مختصر سی ہے نہ کوئی allegation ہے نہ کوئی الزامات ہیں ۔ اصل میں جناب ڈاکٹر عبداللہ ریاڑ صاحب نے بالکل واضح اور دو ٹوک انداز میں اپنا موقف بیان کیا کہ یہ جو حالیہ زلزلہ آیا تھا اس میں خیموں کا جو standard تھا اس کو انہوں نے کس حوالے سے کم کرکے پیش کیا۔ آیا International Standard پر بنانے میں اور جو انہوں نے standard کو change کرکے اپنا ایک standard بنایا اس پر بنانے کے دوران کوئی وقت ضائع ہوگا ۔ یقیناً ایک بین الاقوامی سٹینڈرڈ ہے اور جو انہوں نے اپنا بنایا' وقت کی اس میں کوئی پابندی نہیں تھی۔

جناب چیئرمین! ہمارے جنرل صاحب فرما رہے ہیں کہ یہ allegation ہے۔ اگر

allegations ہیں تو میں آپ سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ یہ پارلیمنٹ بنی کس لئے ہے؟ کبھی اگر کوئی ایسی ہنگامی صورتحال پیدا ہوتی ہے تو یہ Standing Committees ان کی تحقیقات کرتی ہیں۔ چنانچہ ہمارے اس موقف میں کافی حد تک وزن ہے کہ آپ اس معاملے کو بجائے پارلیمانی کمیٹی کے کہ وہ جس کا ابھی تک اعلان تو ہوا ہے لیکن اس کا اجلاس کب ہوگا، کب نہیں ہوگا، کیسی ہوگی، اس کی کیا ہیت ترکیبی ہو گی، اس میں کون کون ہوں گے، یہ ایک ہنگامی نوعیت کی صورتحال ہے اور اگر اس طرح ہر ہنگامی صورتحال میں ہم نے standards کو تبدیل کرنے کی ایک روش اپنائی تو میرا خیال ہے کہ یہ کوئی فارمولہ نہیں، نہ اس کی کوئی فلاسفی ہے نہ کوئی logic بنتی ہے تو پھر اس سے بہتر یہ ہے کہ اگر ہمارے ہاں اس وقت ہزاروں، لاکھوں آدمی وہاں زیر علاج ہیں اور ان کے علاج میں وقت لگے گا تو کیا اس کا بہتر علاج یہ نہیں کہ بجائے ایک کروڑ روپے کی ادویات دینے کے دو کلو زہر دے کر ان کو مار دیں۔ اگر آپ کی logic ہم مان لیں تو یہ وہی logic ہے کہ ہم نے ان کو وہ ٹینٹ دئیے ہیں جو ہم جلدی مہیا کرسکتے تھے۔ تین دن کے بعد ان خیموں سے ابھی بھی شکایات ہمیں مل رہی ہیں کہ ان میں سے پانی ٹپک رہا ہے۔ وہ ان موسمی حالات کا مقابلہ نہیں کرسکتے ۔ اس میں کونسی بری بات ہے ۔ ہم نے کبھی الزامات نہیں لگائے۔ ہم نے کہا کہ آپ اس کو Standing Committee کے حوالے کریں دودھ کا دودھ، پانی کا پانی واضح ہو جائے گا۔ وہ اس سے کیوں کترا رہے ہیں؟ ان کو قباحت کیا ہے ایسا کرنے میں۔ بائیس، پچیس قائمہ کمیٹیاں اسی لئے تو بنائی جاتی ہیں ۔میری یہی مختصر گزارش تھی ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: وہ کچھ کہنا چاہ رہے ہیں ان کو سن لیں ۔

سینیٹر وسیم سجاد: جناب! میں اسی پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ جب آپ نے allow کیا تو ہم نے اعتراض نہیں کیا کیونکہ یہ ایک issue تھا جو important تھا اور میں سمجھتا ہوں بڑی اچھی باتیں کیں۔ ایک issue کو highlight کیا اور وزیر صاحب کا جواب آ گیا۔

جناب چیئرمین: یہی کہ earthquake کو discuss کر رہے ہیں۔

سینیٹر وسیم سجاد: جی۔ لیکن rules کے مطابق یہ ایک نئی debate شروع ہوگئی جس کی کوئی اجازت نہیں ہوتی ۔ ہم earthquake پر بات کررہے ہیں اور اس میں ایک نئی بات شروع ہوگئی اور میرا خیال ہے کہ ایک گھنٹہ اس پر لگ گیا ہے کیونکہ under Rule 278 once a Minister makes a statement the matter comes to an end لیکن ہم نے اعتراض اس لئے نہیں کیا کہ ہم چاہتے تھے اس پر بات ہو because it was an important issue and as I said that Senator Dr. Abdullah Riar has raised some very good technical points تاکہ پتا چلے کہ آپ نے کیوں یہ کیا ہے، واقعی آپ نے غلط کیا ہے، quoting کیوں کی ہے، کیا پیراتھین واقعی pores کو بند کرتی ہے یا نہیں کرتی ہے؟ یہ اچھی چیزیں تھیں لیکن اب ایک بالکل لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا ہے اور جو earthquake debate ہے وہ رہ گئی ہے اور بہت سے ممبران جو بات کرنا چاہتے تھے ان کو آج موقع ہی نہیں ملا۔

جناب چیئرمین: سید ہدایت اللہ شاہ صاحب۔

سینیٹر سید ہدایت اللہ شاہ: جناب چیئرمین! میں ایک سادہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے حکومت کی نیت پر کوئی حملہ نہیں کیا، ہم نے صرف سادہ سا سوال کیا تھا اور وزیرموصوف نے باقاعدہ اعتراف کیا کہ مارکیٹ میں جو خیمہ 2500 روپے میں فروخت ہوتا تھا وہ اب چھ، ساڑھے چھ ہزار روپے تک پہنچ چکا ہے۔ ہم نے کہا تھا کہ اتنی قیمت بڑھ گئی ہے تو حکومت ذمہ دار ہے کہ اس قیمت کو کنٹرول کرے۔

میرا دوسرا سوال یہ تھا کہ کیا وہ خیمے اس معیار کے مطابق تھے یا نہیں تھے جس معیار کے خیموں کا حکومت نے agreement کیا تھا، یہ ایک سادہ سا سوال ہے اس کے متعلق ہمارے قائد حزب اختلاف رضا ربانی صاحب نے یہ تجویز پیش کی کہ اس مسئلے کے متعلق سینیٹ کی ایک کمیٹی بنا دی جائے یا سینیٹ کی کمیٹی کو یہ مسئلہ refer کر دیا جائے۔ یہ قانونی بات ہے اس میں کوئی جھگڑے کی بات نہیں یا کسی کی نیت پر کوئی حملہ نہیں۔ اب جب یہ لوگ اس کا دفاع کر رہے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ دال میں کچھ کالا کالا ضرور ہے۔ اس لیے لازم ہے کہ

ایک کمیٹی بنائی جائے اور اس کے سامنے یہ شبہات دور کر دیے جائیں۔ ہمارے شبہات بھی دور ہو جائیں گے حکومت پر اعتماد بھی بحال ہو جائے گا۔ اگر سینیٹ یہ مطالبہ نہیں کر سکتا تو پھر اور کون سا ادارہ ہے جو اس کا مطالبہ کر سکے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب چیئرمین! اس میں دو چیزیں ہیں ' ایک تو یہ standard کی بات کر رہے ہیں کہ وہ چھوٹا بھی ہو سکتا ہے ' بڑا بھی ہو سکتا ہے ' سائز بھی بدل سکتا ہے ' standard میں وہی آتا ہے۔ Quality جو اس کا بنیادی character ہے' سوال کا جواب ایسے تھا کہ بارہا میں نے وزیر برائے ٹیکسٹائل کوغور سے سنا ہے اور اس نے کہیں نہیں کہا۔ ہمارے قائد حزب اختلاف نے فرمایا کہ یہاں پر وزیر صاحب نے ساری چیزیں concede کر لی ہیں' standard نہیں ہے' specific نہیں ہے' American نہیں ہے' پاکستان سے ہمیشہ خیمے مختلف ممالک کو export ہوتے رہے ہیں اور وہ خریدتے رہے ہیں' standard تو ہمارا تھا ان کا تو نہیں تھا۔ کوالٹی کی بات ہو' اگر کہیں وزیر صاحب نے یہ کہا ہوتا کہ quality wise یہ خیمے کمزور ہو گئے ہیں اور موسم کی سختی کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے تو پھر conceded بھی ہوتا اور confession بھی ہوتا کہ .there is something wrong اب ایک بات انہوں نے بڑی واضح کی وہ بھی ہم نے سمجھنے کی کوشش نہیں کی کہ ایک single layer ہے' ایک double layer ہے اور یہ نئی چیز ہے' چونکہ برفباری ہوگی' بارش ہوگی' کیا withstand کر سکیں گے یا نہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ double layer system والا جو tent ہے اس میں for snowfall and rainfall بہت زیادہ resistance ہے' بڑی clear cut بات کی۔

اب بات یہ ہے کہ یہاں سے جو ایک point of order 236 کے تحت اٹھتا ہے' آپ کو بھی پتا ہے' کیا اس کو ہم ایک motion تصور کرلیں؟ کیا اس کو ایسے ہی referral point بنا لیں کہ جو بات کہی جائے اس کو کمیٹی کی طرف لے جائیں حالانکہ point of order کا بنیادی فلسفہ یہ ہے کہ ایک اعتراض ہوا اور اس کے بعد it was declared in order or .out of order جناب چیئرمین نے بڑی وسعت قلبی سے اور اس ایوان نے اس point کو لیا

کہ sensitive ہے۔ لہذا ڈاکٹر عبداللہ ریاڑ صاحب نے جو مسئلہ اٹھایا تھا اس کے لیے وزیر صاحب خصوصی طور پر آئے اور میں سمجھتا ہوں کہ it is a good thing کہ انہوں نے ایک چیز یہاں پر بیان کی جس سے شک ہوا کہ کچھ دال میں کالا ہے یا کچھ ہے تو انہوں نے، وہ بڑے technical ہیں اور ڈاکٹر ریاڑ صاحب بھی انہوں نے کہا کہ ایسی بات نہیں ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس matter کو یہ point of order تھا، یا تو آپ اس کو held in order کریں یا out of order کریں۔ جہاں تک کمیٹی کی بات ہے وہ ہمارے Federal Minister for Law and Justice یہ واضح کر چکے ہیں کہ ہمارے وزیر اعظم اس forum کے لئے day and night work کرتے رہے اور پارلیمان اور ان کے لیڈر صاحبان کو یہ کہتے ہیں کہ جناب آئیے! ایک پارلیمانی کمیٹی بنائیے، مل جل کر اس کو ہم دیکھیں اور transparency کا خیال رکھیں تاکہ foreign donors کو یہ شک و شبہ نہ رہے کہ ان کے دیئے ہوئے پیسے جس مقصد کے لئے ہیں اس سے ہٹ کر کہیں خوردبرد ہو جائیں گے یا ان تک پہنچ نہیں پائیں گے۔ پھر وہ یہ بھی سمجھتے ہیں اور لیڈر آف دی اپوزیشن خود بھی وزیر رہے ہیں، ان کو اس چیز کا پتا ہے کہ چاہے relief authority قائم ہوئی ہے یا کمیشن مقرر ہوا ہے یا President Relief Fund ایک سپیشل چیز قائم ہوئی ہے، President Fund نام ضرور ہے لیکن فیڈرل گورنمنٹ کے exchequer میں وہ پیسہ آ رہا ہے۔ جو گورنمنٹ کے exchequer میں آ رہا ہو تو ان کو بھی پتا ہے کہ Auditor General of Pakistan کے وہ purview میں ہے۔ آپ کو بھی پتا ہے کہ آرٹیکل 169 اگر fall کرتا ہے تو any money borrowed, received or raised جو بھی فیڈریشن کے لئے ہوگی for even assistance of the people who were affectees of the earthquake that must be audited by him اور یہ اس دستور کی provision میں ہے۔ ان کو پتا ہے صدر صاحب بھی کہہ چکے ہیں، وزیراعظم ہر روز repeat کرتے ہیں۔ یہاں پر فیڈرل وزیر سب کہہ رہے ہیں، اگر ان کی تسلی نہیں ہوتی تو میں وہ مثال دینا نہیں چاہتا جو دو سکھوں کے درمیان بات ہوئی تھی، this is august House آپ محسوس کریں گے۔ ان کی تسلی خدا کرے تو کرے ہمارے پاس اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔

Senator Mian Raza Rabbani: I do not want to vitiate the atmosphere

لیکن جہاں سے یہ اپنی تسلی کرواتے ہیں وہ بھی ہمیں پتا ہے ۔

Mr. Chairman : No cross talk please. We had good atmosphere, I wish it would continue.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد : میں یہ اپیل کرنا چاہوں کہ ہم ایک بڑے اہم قومی ایشو کے اوپر بات کر رہے تھے جہاں پر personal کسی نے کوئی بات کہی ہے تو میری نگاہ میں relevant نہیں ہے۔ ہمیں اپنی spirit کو اسی مقام پر رکھنا چاہیے۔ اسی spirit میں یہ بات کہوں گا کہ substantive issue کی حد تک اگر یہ کمیٹی کو بھیج دیا جائے تو ایک اچھا way out ہے۔

جناب چیئرمین : میں وہی عرض کر رہا ہوں۔ ایک تو کمیٹی کسی وقت بھی جو issue چاہے منگوا سکتی ہے ۔ اب جہاں consensus ہے ہاؤس کا تو therefore, it is no problem. جہاں ہاؤس میں تھوڑا بھی consensus نہیں ہے ' difference of opinions ہیں ' then I think let us follow the procedure but the Committee can itself call it.

(اس موقع پر حزب اختلاف نے ہاؤس سے واک آؤٹ کیا)

سینیٹر وسیم سجاد : دیکھیں جی! اس میں ایک allegation لگاتے ہیں۔

But once they make allegations against the Minister whose integrity which is impeachable saying that he has some personal interest then obviously sir, he will......

But I would like to make an offer to them. If they withdraw their allegations unconditionally , if they withdraw their allegation unconditionally then we will have no objection with the Committee to look

into the matter.

جناب چیئرمین: وسیم صاحب! جائیں ذرا۔

Senator Wasim Sajjad: If they withdraw them unconditionally and apologise to the Minister, we will have no objection.

جناب محمد وصی ظفر: جناب! میں اس میں ایک چھوٹی سی بات کروں کہ یہی رویہ تھا اور اسی چیز کا خطرہ تھا' ایک انہوں نے point اٹھایا ہے جس میں ہماری courtesy یہ تھی کہ کل ہم نے on the floor of the House مشورہ کرکے شیر افگن صاحب نے اور ہم نے کہا جی کہ وزیر صاحب آکر آپ کو دو دن میں جواب دیں گے جبکہ وہ آج ہی آگئے' نمبر ایک بات اور یہ کوئی ایسا point نہیں تھا' ایسا سوال نہیں کیا تھا یا کوئی ایسا motion نہیں تھا کہ جس پر اس طریقے سے بحث ہوتی لیکن وہ بھی جناب کی مہربانی اور ہماری courtesy کہ ہم نے کہا ہے کہ یہ معاملہ ہے اور یہ thrash out ہو۔ انہوں نے خالی ایک point politically score کرنا ہے۔ وہ زلزلے سے بھی اپنی politics چمکانا چاہتے ہیں' وہ زلزلے میں سے بھی اپنے points score کرنا چاہتے ہیں' ان کو لوگوں سے تو ہمدردی ہے نہیں۔ انہوں نے سوچا کہ اپنا سیاسی قد بڑھا لیں۔ وہ اپنی سیاست کو کیسے چمکالیں۔ ان کو نہ tents سے غرض ہے نہ ان کو لوگوں سے غرض ہے' نہ ان کا یہ مسئلہ ہے' نہ ان کا یہ problem ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا ہے جی! کہ اگر آرمی نے اس کو approve کیا ہے' میں کہہ رہا ہوں کیا تھا' ان کی بھی ٹیم ساتھ تھی۔

جناب چیئرمین: انہوں نے کہا تھا کہ leak نہیں کریں گے۔

جناب محمد وصی ظفر: پنجاب حکومت کی بھی ساتھ ہے' مرکز کی بھی ساتھ ہے' ایسے کوئی اندھے پن میں یا آنکھیں بند کرکے نہیں ہوا تھا۔ پھر وہ کہتے ہیں جو ڈھائی ہزار کا tent تھا وہ single layer ہے' یہ double layer ہے' دوسری layer اس سے بڑی ہوتی ہے۔ پھر وہ جو ڈھائی ہزار کا tent ہے' اس کے نیچے فرش نہیں ہوتا' اس کے نیچے وہ بھی ہے۔ اس کی خالی water proofing ہی نہیں ہے بلکہ اس کی ice proofing ہے۔ اس کی specifications کو زیادہ بہتر کیا گیا ہے۔ Layer ٹھیک کرنے سے specification کمزور

نہیں ہوتی ہے۔ Chemical کے add کرنے سے یا chemical کی کمی سے ہوتی ہے۔ یہ تو common sense والا آدمی بھی اس بات کو سمجھ جائے گا کہ دیکھیں ایک tent بہاولپور میں لگانا ہے یا ایک tent شکار کے لیے رحیم یارخان یا بہاولپور کی گرمی میں لگانا ہے یا ایک tent لاہور میں لگانا ہے یا ایک tent برفباری والے علاقے میں لگانا ہے تو برفباری والے علاقے کے مطابق اس کی specifications کو کرنا پڑے گا۔ اب ان کو یہ کس نے کہا ہے کہ ان specifications کو کمزور کردیا گیا ہے۔ Specifications change کرنے کا یہ قطعاً مطلب نہیں ہے کہ specifications کو کمزور کردیا گیا ہے۔ Specifications کو change کرنے کا قطعاً کوئی ایسا مطلب نہیں ہے کہ اس سے ان کی کوئی strength کم ہوگئی ہے۔

(اس موقع پر سینیٹر میاں رضا ربانی اور ڈاکٹر عبداللہ ریاڑ صاحب ہاؤس میں دوبارہ داخل ہوئے)

جناب محمد وصی ظفر : اب مخالفت برائے مخالفت، Opposition برائے opposition, national issue پر بھی اور ایسے sensitive issue پر بھی، لوگوں کی جانیں جا رہی ہیں۔

جناب چیئرمین: رضا صاحب آئے ہیں، پہلے ان کو سن لیتے ہیں۔

جناب وصی ظفر : میرے پاس پہلے سے floor ہے۔ وہ میرے بعد بول لیں۔ میں نے ابھی floor چھوڑا نہیں ہے۔ میں یہ عرض کروں کہ لوگوں کی جانیں جا رہی ہیں جس سے ان کو کوئی غرض نہیں ہے۔ لوگوں کو جگہ نہیں مل رہی ہے جس سے ان کو کوئی غرض نہیں ہے۔ انہوں نے تو صرف یہ کرنا ہے کہ اگر کوئی donor آ رہا ہے تو اس کو detrack کیسے کیا جائے۔ اگر کہیں سے aid لانے کی کوشش کی جا رہی ہے تو اس کو کیسے unearth کیا جائے۔ ان کے تو اور طرح کے problems ہیں۔ National interest کے نہیں ہیں، لوگوں کے interest کے نہیں ہیں۔ اس لیے اس ساری بحث کا یہ end result ہے۔

جناب چیئرمین: جی رضا ربانی صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! مجھے نہایت افسوس ہے کہ چند وزراء نے حتی الامکان یہ کوشش کی، غیر پارلیمانی زبان اور اشاروں سے بات کرتے ہوئے کہ Opposition

کو provoke کیا جائے لیکن ہم اس game کو دیکھ رہے تھے اور سمجھ رہے ہیں کہ یہ جان بوجھ کر کیا جا رہا ہے تاکہ Opposition کو provoke کرکے ایک ایسی pandemonium کی سی صورتحال یہاں پر پیدا کی جائے کہ سینیٹ کا وقار بھی اس سے مجروح ہو اور یہ جو بات ہے ختم کردی جائے لیکن ہم نے یہ نہیں کیا اور آئندہ بھی ہم نہیں کریں گے۔

میں یہاں پر یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ویسے تو مناسب جگہ Press تھی جس کے اندر یہ allegation pecuniary interest کا لگا۔ یہ allegation میں نے نہیں لگایا یہ National Press میں لگا اور جب allegation pecuniary interest کی national Press میں لگا اور اس کی rebuttal نہیں آئی تو وسیم صاحب who has taken it to heart, knows کہ Supreme Court کی Ruling ہے کہ اگر allegation کا rebuttal نہیں آتا then it is assumed to be correct. لہذا I repeate that allegation but if in the national interest and we want transparency, if in that interest the honourable Leader of the House stands by his words....

Senator Wasim Sajjad: And apologize.

Senator Mian Raza Rabbani: You did not say that. No, no, no sir. Sir, he said that if he withdraws, no I am sorry, you look at the record. He said, "if he withdraws". No, he did not use the word "apologize". He said, "if he withdraws" because I have not lived with that allegation. That allegation, it is being levelled in the Press. Why did not the Minister, if they want to carry it forward, why did not the Minister have the moral courage to refuse it in the Press. So, I withdraw that allegation and now let the honourable Leader of the House stand by his words and let the matter be referred to the Standing Committee.

Senator Wasim Sajjad: Sir, the record may be seen, I said,

I explained that, he must apologize, because it is not پہلے میں نے یہ کہا ہے ' personal becaue it is not personal,......

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, what I have had to say, if he now wants to add things..........

Mr. Chairman: I can hear it in the record.

Senator Wasim Sajjad: And it is not something personal.

Mr. Chairman: Raza sahib one minute, let us try and resolve the matter.

Senator Wasim Sajjad: See the record, I think the Press heard it because this is nothing personal. It is an allegation which was made without any foundation against the Minister and that is why we felt that this cannot be accepted because the Minister has impeachable integrity, these decisions are taken and some time you may criticise it but these decisions are taken in the national interest and I again repeat, sir, they are willing to withdraw and apologize then we will not object, otherwise they must follow the rules and bring up motions and vote for it and we are not scared of anything. You can see, sir, we have more members than they have, we are not scared of that but I think the question of principle was why did we oppose it? On the last three or four days there are so many committees,

We opposed it when personal allegations were اچھا ٹھیک ہے جی جانے دیں ۔ کہ جی نہیں' یہاں تو دال میں کالا ہے' دال میں made particular against the Ministers کالا ہے۔

So, then when that happens then sir, we have to come out with proper appreciation of the situation and we must in this particular House not make wild allegations against people. Peoples' integrity and honour is at stake. It is nothing personal against me or any minister.

لیکن کسی ایک خاص آدمی کو کہنا کہ جی! آپ نے اس لیے فیصلہ کیا ہے کہ دال میں کالا ہے اور اس میں pecuniary interest involved ہے'

that is wrong, sir, and if theyapologize and if they withdraw remarks, we will not object to the matter and as I said, sir, two things: if we were against transparency why they say that the committee itself can take up the matter suo moto. Number 2, again it is being repeated that the Government will be very happy if they join the Parliamentary Committee and the invitation is to all the Parliamentary leaders. There will be no discrimination. Let them join the Parliamentary Committee, let them scrutinise every penny which is being spent on this because there is nothing to hide and as far as the audit is concerned, sir, the audit can be by Auditor General, it is a question of, who can do it properly. The Auditor General today on record is saying that he does not have the resources to audit such a vast programme involving millions of donors, millions of people are chipping in by their rupees. But if he can do it, who can object to that but sir, as far as audit is concerned, nobody has objected to audit. Audit can be by the Auditor General, if he can do it or it can be by International Body of Chartered Accountants. Nobody is objecting to audit. I think this wrong impression is being created that the Government is objecting to audit. Nobody is objecting to audit and

nobody has objected to audit in fact, such a vast sum of money is coming in. Audit will be carried out and must be carried out, should be carried out. Every penny must be scrutinised and for this purpose again let me repeat the Government will welcome, will be very happy if the honourable members of the Opposition, the Parliamentary leaders join the Parliamentary Committee which is going to investigate each penny which is being spent.

Senator Justice (Retd.) Abdul Razzaq Thahim (Minister for Local Government and Rural Development): Sir, the point has been discussed for more than two hours that you have very graciously allowed all the members and all the points have come now but we have come to the last point that whether this thing be referred to the Committee or not. This is the only point for which you have to see, sir, whether it is properly in accordance with the rules? Whether some motion has come? Some proposal has come? Only verbal things violating the rules. The ball is in your court. You can decide.

Mr. Chairman: I know, I have already said so. When there is a consensus in the House, if there is no consensus, rules have to be followed. That has already been said and that the Committee can call for...

Senator Justice (Retd.) Abdul Razzaq Thahim: You are very kind, consensus whatever may be, but thre is a limit of the consensus. Sir, I have got a great respect for the Leader of the House, though I may not agree but I am bound by his decision but atleast we

should see the rules. Rules do not permit, sir. If rules do not permit these, you rule out this thing so that matter should be ended.

Mr. Chairman: It is already done. Now, the Health Minister has to give us an update on the PMDC matter.

Mr. Muhammad Nasir Khan: Mr. Chairman, I just want to bring it to the House that as per the instructions of the august House, we have written to the PMDC and they have come back to us with a letter saying that they have called an Executive Committee on the 22nd because they have to call that and then they will tell us what is going on. So, I think this is the status right now. So, let us see what they do on 22nd, then I will come back to the House.

Mr. Chairman: Thank you. Should we continue on the debate on the earthquake situation of October 8th? Mr. Wasim, do you want to talk?

سینیٹر وسیم سجاد: جناب چیئرمین! میرا خیال ہے کہ اکثر ممبران نے شادی پر جانا
ہے۔ جانے کے لئے ممبران تیار ہوکر بیٹھے ہیں اس لیے adjourn کر دیں۔ ویسے بھی I think
we would like the Opposition to be present. As a mark of respect to them
we give them another opportunity to come tomorrow. تو اس لئے adjourn کر
دیں۔ ان کی عدم موجودگی میں میرا خیال ہے کہ مناسب نہیں ہے۔

Mr. Chairman: At what time do you want to meet tomorrow in the morning or in the evening?

سینیٹر وسیم سجاد: کل تو جمعہ ہے۔ اس لئے 10 O' Clock in the Morning.
رکھ لیں۔

Mr. Chairman: 10 O'Clock in the Morning.

سینیٹر وسیم سجاد: جی ہاں، کل جمعہ ہے۔

سینیٹر عابدہ سیف ایڈوکیٹ: اگر مجھے موقع دیں تو ۱۰ منٹ میں بات کر لوں۔

جناب چیئرمین: مجھے تو کوئی اعتراض نہیں اگر ہاؤس کہہ دیتا ہے۔

سینیٹر وسیم سجاد: وہ کہتی ہیں کہ میری تقریر کروا لیں کیونکہ میں نے کراچی جانا ہے تو میرا خیال ہے ان کو سن لیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، سن لیں۔ عابدہ سیف صاحبہ۔

سینیٹر عابدہ سیف ایڈوکیٹ: شکریہ۔ جناب چیئرمین!

FURTHER DISCUSSION ON THE MOTION REGARDING THE SITUATION ARISING OUT OF THE EARTHQUAKE OF 8TH OCTOBER.

دیئے امید کے اب جلانے ہیں
ٹوٹے گھر بھی ہمیں بنانے ہیں
رشتے ناتے ہمیں نبھانے ہیں
دل کے زخموں پر مرہم لگانے ہیں

جناب چیئرمین! ۸ اکتوبر کو آنے والے زلزلے کو اگرچہ ایک ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن اس زلزلے میں ہونے والی ہولناک تباہی اور بربادی کے آثار ابھی تک زائل نہیں ہوئے۔ یہ آثار متاثرہ علاقوں کے عوام کے چہروں پر بھی عیاں ہیں بلکہ اب پاکستان بالخصوص سندھ کے عوام کے چہروں پر بھی نمایاں ہیں۔ جہاں پاکستان کے دوسرے صوبوں نے اس درد کو اپنا درد سمجھا۔ وہیں سندھ کے عوام اور خصوصاً کراچی کے عوام نے اس درد کو اپنا درد محسوس کیا یہی وجہ ہے کہ سندھ کے عوام نے زلزلہ زدگان کی بھرپور مدد کی اور ان کی طرف سے جاری ہونے والی امدادی سرگرمیاں آج بھی جاری و ساری ہیں۔ جناب چیئرمین! زلزلہ زدگان کے لیے جاری انہی امدادی سرگرمیوں کے لیے متحدہ قومی موومنٹ کے قائد جناب الطاف حسین بھائی کی

کاوشیں بھی قابل ذکر ہیں ۔ الطاف حسین بھائی نے خدمت انسانیت کے جذبے سے سرشار ہو کر دکھی انسانیت کے لیے خدمت خلق فاونڈیشن اور متحدہ کی میڈیکل ایڈ کمیٹی کو زلزلے کے پہلے ہی روز سے متاثرین کی امداد پر مامور کیا جو آج تک جاری و ساری ہے اور نہ صرف خدمت خلق کمیٹی اور میڈیکل ایڈکمیٹی بلکہ اراکین رابطہ کمیٹی، منسٹرز، سینیٹرز، ایم این ایز، ایم پی ایز، ایم کیو ایم کا شعبہ خواتین اور دیگر تمام شعبوں سے volunteers کو زلزلے کے متاثرہ علاقوں میں بھیجا گیا اور ہمارے کارکنان سمیت تمام شعبہ جات کے لوگ ان علاقوں سے نا واقف تھے اور وہاں کے موسم کے عادی نہ ہونے کے باوجود انہوں نے جس جانفشانی سے ان کی امداد کی ہے وہ لفظوں میں بیان نہیں کی جا سکتی۔ ہمارے کارکنان ہر علاقے تک پہنچے جہاں آج تک کوئی امدادی ٹیم نہیں پہنچی تھی۔ ہمارے تقریباً پندرہ سو سے زائد کارکنان دور دراز علاقوں میں مشکل گزار راستوں سے گزر کر اپنی پیٹھ پر سامان لاد کر ان علاقوں تک پہنچے اور امداد تقسیم کی اور آج تک مصروف ہیں۔ متحدہ قومی موومنٹ نے نقد رقم کے ساتھ ساتھ اب تک دیگر امدادی سامان جس کی کل مالیت دو ارب روپے سے زائد ہے، اس امدادی کارروائی میں تقسیم کی ہے اوریہ امداد صرف اور صرف جذبہ انسانیت کے تحت بلاتفریق رنگ و نسل اور مذہب، تقسیم کی جا رہی ہے۔ جس میں خیمے، غذائی اجناس، طبی امداد، دوائیں، کپڑے غرض ضرورت کی ہر چیز مہیا کی جا رہی ہے۔ہماری اس طرح کی امداد کرنے کے عمل میں صرف اور صرف دکھی انسانیت کی خدمت اور جذبہ خدمت خلق کے سوا کچھ نہیں کیونکہ متحدہ قومی موومنٹ کا یہ شعار ہے کہ وہ دکھی انسانیت کی خدمت پر یقین رکھتے ہیں پاکستان بھر کے عوام نے متحدہ قومی موومنٹ کے کام کرنے کے عمل کو دیکھ کر یہ جان لیا ہے کہ ماضی میں کیا جانے والا منفی پروپیگنڈہ صرف پروپیگنڈہ ہی تھا اور اس میں کسی قسم کی حقیقت نہیں تھی۔

جناب چیئرمین! زلزلہ زدگان کی امداد میں آرمی کے کردار کو نہ سراہا جائے تو یہ ان کے ساتھ بڑی زیادتی ہوگی کیونکہ آرمی کے جوان روز اول سے ہی امدادی سرگرمیوں میں بھرپور کردار ادا کر رہے ہیں اور آج بھی دنیا کی تاریخ کا سب سے بڑا relief operation آرمی کے تحت کیا جا رہا ہے جس میں نہ صرف پاکستان بلکہ ہمارے دوست ممالک کے helicopters اور آرمی کے جوان بھی بھرپور حصہ لے رہے ہیں۔ حکومت، آرمی اور عوام مل کر پاکستان میں آنے والے

زلزلے کی تباہ کاریوں سے نمٹنے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں اور جس طرح سے عوام نے یکجہتی کا مظاہرہ کیا ہے وہ تو میں نے صرف کتابوں میں پڑھا تھا اور بڑوں سے سنا تھا کہ 1965 کی جنگ میں عوام نے کس طرح سے یکجہتی کا مظاہرہ کیا تھا لیکن اس آفت کے بعد میں نے بھی نہ صرف عوام کا جذبہ دیکھا بلکہ اپنے اندر بھی وہ جذبہ محسوس کیا اور اسی جذبے کے تحت جب قائد تحریک جناب الطاف حسین نے ہم خواتین سے کہا کہ آپ خواتین بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر ان زلزلہ زدگان کے پاس جائیں اور ان کی دل جوئی کریں تو میں بھی اپنی دوسری خواتین MNAs کے ساتھ ان علاقوں میں گئی اور ان سے ملاقات کی اور تسلی دی۔

جناب چیئرمین! ہر شخص کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ عید اپنے گھر میں اپنے گھر والوں کے ساتھ منائے لیکن ہم نے یہ عید ان خواتین اور بچوں کے ساتھ منائی جو زلزلے سے زخمی ہو گئے تھے اور بے گھر تھے۔ آپ یقین کریں کہ ہمیں بہت خوشی ہوئی جب ان بچوں کے چہروں پر ہم نے خوشی دیکھی، مسکراہٹ دیکھی اور ہمیں ایسے لگا کہ ہماری بھی عید ہو گئی ہے اور یہ صرف لفظی باتیں نہیں ہیں۔ حقیقت ہے کہ ان کے ساتھ عید کرکے دلی خوشی ہوئی اور اطمینان بھی کہ ہمارے ان کے ساتھ عید کرنے سے انہیں خوشی ہوئی ہے اور ان کی اداس زندگی میں مسکراہٹیں آ گئی۔

جناب چیئرمین! اب کیونکہ تعمیر نو اور بحالی کا وقت نزدیک آ رہا ہے تو اس سلسلے میں، میں چند تجاویز دینا چاہوں گی۔

-1 جاں بحق ہونے والے افراد کی رجسٹریشن کا کام جلد از جلد مکمل کیا جائے تاکہ حق داروں کو ان کا حق دیا جاسکے اور بالخصوص وہ خواتین اور بچے جن کے خاندان کے مرد شہید ہو چکے ہیں، انکی کفالت کرنے والا کوئی نہیں بچا، ان کو ان کا حق مل سکے اور انہیں پہلی ترجیح پر رکھا جائے تاکہ وہ محروم نہ رہ جائیں۔

-2 سکولوں، ہسپتالوں اور پریس کلب کی فوراً تعمیر کا کام شروع کیا جائے تاکہ بچوں اور خواتین کی صحت اور تعلیم پر توجہ دی جاسکے۔

-3 ایسے تمام بچے جن کے والدین اس حادثے کا شکار ہو چکے ہیں، ان بچوں کے لئے boarding سکول قائم کئے جائیں تاکہ بچے اور بچیاں boarding سکولوں میں رہائش کے ساتھ

ساتھ تعلیم بھی حاصل کریں اور انہیں کسی قسم کا احساس محرومی بھی نہ ہو اور boarding سکولوں میں تنہا بچ جانے والی خواتین کو ان کی دیکھ بھال کے لئے رکھا جائے۔ اس طرح سے ان خواتین کو بھی اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کا موقع ملے گا۔

-4 اسی طرح تنہا بچ جانے والی خواتین اور ان کے بچوں کے لئے خصوصی گھر بنائے جائیں اور انہیں گھر میں ہی روزگار مہیا کیا جائے تاکہ وہ اپنی کفالت خود کر سکیں۔

-5 اس قدرتی آفت سے معذور ہونے والے افراد اور بالخصوص خواتین اور بچوں کی جلد از جلد پیوندکاری کی جائے اور مصنوعی اعضاء کی فراہمی کے مستقل مراکز نہ صرف وفاق میں بلکہ تمام صوبوں میں قائم کئے جائیں۔

-6 زلزے سے متاثر ہونے والے افراد جن کی نفسیاتی کیفیت درست نہیں ہے ' ان کی بحالی کے لئے خصوصی اقدامات کریں۔

-7 تمام افراد کو روزگار فراہم کئے جائیں۔

-8 زلزے سے متاثر افراد کے تمام ٹیکس اور قرضے معاف کئے جائیں اور ان علاقوں کو tax free zone قرار دیا جائے۔

-9 اب کیونکہ اس بات پر زور دیا جا رہا ہے کہ انہیں گھر فراہم کئے جائیں تو ایسے گھر تعمیر کئے جائیں جو زلزلہ proof ہوں تاکہ آئندہ آفت آنے پر زیادہ مالی اور جانی نقصان نہ ہو۔

اجڑنے والے گھر آباد ہوں گے
پھر ان کے بام و در آباد ہوں گے
امان چاہیں گے رب دو جہاں سے
پھر اس کے نام پر آباد ہوں گے

جناب چیئرمین! موجودہ زلزلہ آنے کے بعد بہت سے تلخ حقائق ہمارے سامنے آئے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ 58 سال گزرنے کے باوجود بھی پاکستان اس طرح کی کسی بھی آفت میں عوام کو امداد پہنچانے کی پوزیشن میں نہیں ہے کیونکہ پاکستان کے پاس اس طرح کی آفات سے تباہی و بربادی کی صورت میں عوام کو امداد پہنچانے کے لئے نہ تو کوئی خصوصی امدادی teams ہیں نہ ہی مشینری اور آلات ہیں۔ حتیٰ کہ ہمارے پاس وافر مقدار میں ambulances تک نہیں

ہیں۔ جناب چیئرمین! میں اس ایوان کے ذریعے یہ تجویز پیش کروں گی کہ اس طرح کی آفت سے نمٹنے کے لئے خصوصی ٹیمیں مثلاً disaster rescue cell قائم کیا جائے جس کی نہ صرف وفاقی بلکہ صوبائی سطح پر بھی تشکیل کی جائے جن کے پاس ہمہ وقت ایسے آلات موجود ہوں جو ملبہ اٹھانے کا کام بخوبی کر سکیں۔ اس کے علاوہ ملبے میں دبے ہوئے لوگوں کو نکالنے میں مدد دینے والی heat and sound detective machines, cranes, bulldozers, helicopters جن میں امدادی سامان اور زخمیوں کو لایا لے جایا جا سکے، شامل ہیں۔ اس کے علاوہ پاکستان کے ساحلی علاقوں میں ایسے آلات نصب کیے جائیں جو آنے والے طوفان کی پیشگی اطلاع فراہم کر سکیں تا کہ انسانی جانوں کو بچانے کے لیے پیشگی انتظامات ہوسکیں۔ میں اپنی بات کا اختتام اس دعا کے ساتھ کرتی ہوں کہ اللہ ہم پر رحم فرمائے اور اس یکجہتی اور محبت کو ہمیشہ قائم رکھے اور پاکستان کی حفاظت کرے۔ آمین۔

سینیٹر مہیم خان بلوچ: پاکستان کے اندر سرد ترین شہر کوئٹہ ہے اور وہاں گیس کا مسئلہ ہے۔ آجکل پورے شہر میں گیس کا pressure اکثر و بیشتر up and down ہوتا رہتا ہے جس سے جانوں کو خطرہ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ شہر میں بہت سے ایسے علاقے ہیں، جن میں میرا بھی گھر شامل ہے جہاں گزشتہ دو ہفتوں سے کچن کا ایک چولہا بھی نہیں جلا۔ اس لیے میں یہ کہتا ہوں کہ اس مسئلے کے سلسلے میں ہماری سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین کو تاکید کی جائے کہ وہ وہاں کے متعلقہ ذمہ داروں سے بات کریں کہ صرف کوئٹہ شہر کے اندر گیس کا یہ مسئلہ کیوں ہے۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے آپ خود ان سے رابطہ کر لیں۔ تاکید کی کیا ضرورت ہے، وہ خود بھی دیکھ سکتے ہیں۔ آپ ان سے رابطہ کر لیں۔ Thank you. I think the House stands adjourned to meet tomorrow morning, Friday the 18th at 10:00 AM. Thank you.

سبحان ربک رب العزت عما یصفون وسلام علی المرسلین، والحمد للہ رب العالمین۔

[The House was then adjourned to meet again at 10 AM on Friday, 18th November, 2005]